استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 2 | نومبر 2011ء | شمارہ 11

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور

جلد نمبر 2 | نومبر 2011ء | شمارہ 11

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دار العلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینیجر

بشیر احمد قاسمی

مولانا محمود

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویژن سرگودھا

0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے

سالانہ زر تعاون 240/- روپے

خط وکتابت دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

ایک نظر میں

صفحہ نمبر 3 — درسِ قرآن

صفحہ نمبر 4 — درسِ حدیث

صفحہ نمبر 5 — اٹھو کہ کوچ فگارہ بج چکا! — اداریہ

صفحہ نمبر 7 — سُعاد! تم کہاں ہو؟ — اھلیہ مولانا عابد جمشید

صفحہ نمبر 10 — ساس بہو کا جھگڑا جیت کس کی؟ — محمد شفیق

صفحہ نمبر 12 — علامہ اقبال مرحوم اور مولانا حسین احمد مدنی — معظمہ کنول

صفحہ نمبر 17 — وہ بھی کیا لوگ تھے — ام فروہ

صفحہ نمبر 22 — قربانی کے احکام — مولانا عبد الشکور ترمذی

صفحہ نمبر 30 — خلیفہ ثالث کے درخشاں پہلو — محمد بلال جھنگوی

صفحہ نمبر 37 — آتی رہے گی ترے الفاظ کی خوشبو — امۃ الودود

صفحہ نمبر 39 — اہلسنت کی نشانیاں — اھلیہ مولانا عابد جمشید

صفحہ نمبر 41 — شرعی پردہ — قاری محمد طیب رحمۃ اللہ

صفحہ نمبر 44 — ڈاکٹر ہائے ڈاکٹر — ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

صفحہ نمبر 46 — خود پسندی — حضرت امام غزالی رحمہ اللہ

صفحہ نمبر 50 — دس حماقتیں — پیر محمد ذوالفقار نقشبندی

صفحہ نمبر 54 — ظہیر الدین محمد بابر — امان اللہ کاظم

صفحہ نمبر 56 — گھریلو ٹوٹکے — عنبرین شوکت

صفحہ نمبر 57 — گوشۂ ظرافت — متفرق

صفحہ نمبر 59 — قورمہ مٹن بریانی — اھلیہ محمد اکمل

صفحہ نمبر 60 — غزالاں تم تو واقف ہو — متفرق

اور بہت کچھ

مکتبۂ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

کی معرکۃ الاراء کتب

حدیث اور سنت میں فرق	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
میں حنفی کیسے بنا؟	مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
نماز اہل السنّت	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فرقہ اہلحدیث کا تحقیقی جائزہ	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فرقہ بریلویت کا تحقیقی جائزہ	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
صراط مستقیم کورس (برائے مرد حضرات)	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
صراط مستقیم کورس (برائے خواتین)	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
عقائد اہل السنۃ والجماعۃ	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
القواعد فی العقائد	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فضائل اعمال پر اعتراضات کا جواب۔	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
مسئلہ بیس تراویح	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
اصول مناظرہ	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

داڑھی کا وجوب اور مسنون مقدار	مولانا منیر احمد منور رحمہ اللہ
فرقہ واریت	مولانا منیر احمد منور رحمہ اللہ
آئینہ غیر مقلدیت	مولانا منیر احمد منور رحمہ اللہ
بارہ مسائل	مولانا منیر احمد منور رحمہ اللہ
حنفی تحقیقی جائزہ	مولانا منیر احمد منور رحمہ اللہ
حقیقی نظریات صحابہ رضی اللہ عنہم	مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
اسلام کے نام پر ہوئی پرستی	مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں	مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
مجموعہ سوالات وجوابات	مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب	مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
گوہر شاہیت اور قادیانیت	مولانا محمد نواز فیصل آبادی رحمہ اللہ
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جلالت شان	مولانا عبدالستار مروت رحمہ اللہ
چھپے راز مکمل (5) حصے	مفتی محمد عمر رحمہ اللہ
کھلے راز	عامر انوری رحمہ اللہ

مسائل ودلائل پر مبنی خوبصورت رنگین پوسٹرز

- رفع یدین نہ کرنے کے دلائل 30/-
- ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دلائل 30/-
- آمین آہستہ کہنے کے دلائل 30/-
- امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کے دلائل 30/-
- مسئلہ تقلید کے دلائل 30/-
- عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل 30/-
- مسئلہ تین طلاق کے دلائل: 30/-
- بیس رکعات تراویح کے دلائل: 30/-
- جرابوں پر مسح نہ کرنے کے دلائل: 30/-
- عقائد ونظریات (اہل السنۃ والجماعۃ) 30/-
- کے اور مدینے والوں سے غیر مقلدین کے شدید اختلافات 30/-
- سر ڈھانپ نماز کر پڑھنے کے دلائل 30/-
- مرد اور عورت کی نماز میں فرق کے دلائل 30/-
- مسنون نماز عید کے دلائل 30/-
- مسنون نماز جنازہ کے دلائل 30/-
- قربانی اور ایام قربانی کے دلائل 30/-

Contact Us:
0321-6353540

ماہنامہ بناتِ اہلسنت لاہور

ملنے کے پتے

محمد اعجاز دفتر احناف میڈیا سروس 0322-4959155

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ 0302-3501755

مولانا محمد شمیم ناگرہ، ماموں کانجن 0332-3637628

مولانا محمد افضل، کروڑ لعل عیسن لیہ 0302-8767686

مولانا محمد اقبال، جامعہ قادریہ بھکر 0346-6451553

مولانا محمد امین کمالوی، جامعہ حقانیہ لاہور 0306-8562708

محمد ہارون حنفی، نفیس لائبریری اچھرہ لاہور 0321-4743173

مولانا محمد اکرم نذیر، نزد مرکزی عیدگاہ چنیوٹ 0323-7803106

محمد رمضان، دارالایمان زبیدہ پلازہ اردو بازار لاہو 0321-4602218

مولانا ساجد منگلوری، ڈاکخانہ منگلور تحصیل وضلع مانسہرہ ہزارہ 0333-5076151

مولانا محمد ابراہیم، جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور سندھ 0301-2461685

مولانا محمد آصف، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات تلہ گنگ ضلع چکوال 0300-7374582

مولانا نیاز فاروقی، جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام جڑانوالہ فیصل آباد 0331-9144212

مولانا محمد نواز، مدرسہ تعلیم الاسلام 223 سنت پورہ فیصل آباد 0332-6566136

مولانا محمد عمر فاروق، خطیب جامع مسجد چوکی بھاگٹ سرگودھا

مولانا عبدالغفار، خطیب جامع مسجد بلال میرک پور ناروال

مولانا عبدالمالک جامع مسجد مدنی، اڈا میانی ضلع سرگودھا

مولانا محمد ادریس، جامع انوارالاسلام لوبن پلی، نارووال

مولانا عبداللطیف عابد، جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

مولانا سیف الرحمٰن، جامعہ حنفیہ بورے والا

قاری مختار احمد، 41 جنوبی سرگودھا

درس قرآن

واتموا الحج والعمرة لله فان احصرتم فما استيسر من الهدى ولا تحلقوا رؤوسكم حتى يبلغ الهدى محله فمن كان منكم مريضا او به اذى من راسه ففدية من صيام او صدقة او نسك.

(سورة البقرة)

ترجمہ: حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا پورا ادا کرو۔ ہاں اگر تمہیں روک دیا جائے تو جو قربانی میسر ہو (اللہ کے حضور پیش کردو) اور اپنے سر اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ تک نہ پہنچ جائے البتہ اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو روزوں یا صدقے یا قربانی کا فدیہ دے۔

تشریح: جب کوئی شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے تو جب تک حج یا عمرے کے اعمال پورے نہ ہو جائیں احرام کھولنا جائز نہیں ہے۔ البتہ کوئی ایسی مجبوری پیش آجائے کہ احرام کے بعد مکہ مکرمہ پہنچنا ممکن ہی نہ رہے؛ جیسا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ صورت پیش آئی کہ آپ اور آپ کے صحابہ عمرے کا احرام باندھ کر روانہ ہوئے لیکن جب حدیبیہ کے مقام تک پہنچے تو مشرکین مکہ نے آگے بڑھنے سے روک دیا اور اسی موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں؛ تو ان میں ایسی صورت حال کا یہ حل بتایا گیا کہ ایسی صورت میں احرام کھولا جاسکتا ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک میں یہ قربانی حدود حرم میں ہونی چاہیے جیسا کہ آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا گیا ہے "اور اپنے سر اس وقت تک نہ منڈواؤ جب تک قربانی اپنی جگہ تک نہ پہنچ جائے۔" نیز اس کے بعد حج یا عمرہ میں سے جس کا احرام باندھا تھا اس کی قضاء بھی ضروری ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمرے کی قضاء اگلے سال فرمائی۔ احرام کی حالت میں سر منڈانا جائز نہیں ہوتا لیکن اگر کسی شخص کو بیماری یا کسی تکلیف کی وجہ سے سر منڈانا پڑ جائے تو اس کو یہ فدیہ دینا ہوگا کہ وہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو صدقہ فطر کے برابر صدقہ کرے یا ایک بکری قربان کرے۔

درس حدیث

صلوۃ فی مسجدی هذا خیر من الف صلوة فیما سواه الا المسجد الحرام.

(بخاری و مسلم)

ترجمہ: میری مسجد کی ایک نماز دوسری تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

تشریح: اسلام میں مسجد حرام کے بعد مسجد نبوی کا درجہ ہے جو مدینہ منورہ کی سب سے متبرک اور عظیم الشان تاریخی یادگار ہے۔ مسجد نبوی ان تین مساجد میں سے ایک ہے جس کی طرف بنیت عبادت سفر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صلی فی مسجدی باربعین صلوة لا تفوته صلوة کتب له براء ة من النار وبراء ة من العذاب وبراء ة من النفاق.

(مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ: جس نے میری اس مسجد میں مسلسل چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی تو اس کے لیے آگ، عذاب اور نفاق سے نجات و برأت لکھ دی جائے گی۔

مسجد نبوی کے آداب: (1) مسجد نبوی میں جس دروازے سے چاہیں داخل ہو سکتے ہیں لیکن باب جبرائیل سے داخل ہونا زیادہ بہتر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازے سے داخل ہوتے تھے۔ (2) مسجد میں داخل ہوتے وقت" **بسم اللہ اللہ اکبر والصلوة والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی جمیع ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک** " پڑھے، دایاں پاؤں اندر رکھے اور ساتھ ہی اعتکاف کی نیت کر لے۔ (3) اگر جماعت میں کچھ دیر ہو تو جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے، وقت ہو تو تحیۃ المسجد ادا کرے۔ (4) مسجد میں اونچی آواز سے نہ بولے اور صلوۃ السلام بھی پست آواز سے کہے۔

اٹھو کہ کوچ نقارہ بج چکا!

اداریہ

نومبر کا آغاز ہو چکا، ہواؤں میں یخ بستگی بڑھتی جا رہی ہے۔ آج صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد سیر چمن کو نکلا تو ہر شے منجمد سی محسوس ہوئی ماسوائے اپنے خیالات کے۔! یا اللہ! کیا یہ وہی ملک ہے کہ جس کا خواب 9 نومبر کو پیدا ہونے والے ایک فرزانے نے دیکھا تھا؟ ریڈکلف ایوارڈ کی ظالمانہ تقسیم نے اس پاک وجود کے کتنے حصے اس سے جدا کر دیے۔ مقبوضہ جموں کشمیر، جونا گڑھ، حیدآباد دکن جیسے کتنے ہی زخم ہیں جو اس پاک سرزمین کے سینے پر لگائے گئے اور وہ آج تک ناسور بن کے رس رہے ہیں۔ رہی سہی کسر 1971ء میں ''اپنوں'' نے پوری کر دی۔ بھائی کو بھائی سے جدا کرنے کی سازشیں رنگ لائیں اور ہمارا بازو کاٹ کر نفرتوں کی خلیج ہمارے درمیان حائل کر دی گئی۔ بات صرف یہی ختم نہیں ہوتی بلکہ جس بنیادی نظریہ پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا اس بنیاد پر کاری ضربیں لگائیں گئیں اور ''لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے شرمندۂ خورشید جلوۂ تاباں سے نظریں چرا کر مغرب کے اندھیروں میں بھٹکنے کو انسانیت کی معراج سمجھ لیا گیا۔

کیا یہ وہی اسلامی فلاحی ریاست ہے جس کا تصور اقبال مرحوم نے خطبہ الہ آباد میں پیش کیا تھا.....؟ کیا یہ وہی خطۂ پاک ہے جس کو ہم نے ہزار ہا عصمتوں اور ان گنت جانوں کی قربانی دے کر حاصل کیا تھا.....؟ کیا ان قربانیوں کا کوئی بدلہ ملنے والا نہیں .....؟ کیا اس پاک سرزمین کا کاروبار سلطنت چلانے کے لیے ابھی تک اسی نظام پر انحصار کیا جا رہا ہے جیسے علامہ اقبال نے ان الفاظ میں ''خراج عقیدت'' پیش کیا تھا:

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا تو کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

گستاخی معاف.....اقبال مرحوم کی شوخی قلم کی ایک اور جھلک ملاحظہ ہو:

الیکشن، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے ہیں خوب آزادی نے پھندے
میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے پھندے

میں یہاں عرض کرتا چلوں کہ اقبال کی طنز اور ظرافت سطحیت سے بالکل پاک ہے اقبال کے طنز میں جو گہرائی اور گیرائی ہے اس سے صاحب دل اور صاحب حال لوگ بڑی اچھی

طرح آشنا ہیں۔ مغربی معاشرت کا سیلاب جس طرح ہمارے گلی کوچوں سے آگے بڑھ کر ہمارے گھروں کے اندر آ گھسا ہے اور اسلامی اور مشرقی تہذیب وتمدن کو دقیانوسیت کی علامت قرار دے دیا گیا ہے اسے دیکھتے ہوئے اقبال کی چشم قلندرانہ اور دیدہ بینا ہمیں یہ پیغام دیتے ہوئے یہ محسوس ہو رہی ہے: ع

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

اللہ تعالیٰ من حیث القوم ہم سب کو اپنی ان ذمہ داریوں کے ادراک کی توفیق دے جو اس نظریاتی سرزمین کا باشندہ ہونے ناطے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ کاش ہمارے ارباب اختیار واقتدار دل کی آنکھوں سے اقبال کے خطبہ الہ آباد کو ایک مرتبہ پڑھ لیں اور اس میں جھلکتے پیغام کو حرز جان بنالیں۔

ہم وطنو! خواب غفلت سے اٹھو اب اور کون سے صور اسرافیل کا انتظار ہے؟ اٹھو اٹھو کوچ نقارہ بج چکا قافلہ حق کے ساتھ چل نکلو اہل السنّت والجماعت کے عقائد ونظریات کو مضبوطی سے تھام لو اور مغربی تہذیب وافکار پہ دو حرف بھیج کر یہ ثابت کر دو کہ:

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

اس نومبر کا یہی پیغام ہے اور اقبال کے دل میں بھی یہی نغمہ درد تھا جسے وہ ساری عمر قوم کو سناتے رہے

غیور راہیوں کا سفر

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وقت کے جلیل القدر فقیہ تھے، درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔ جب وہ معتزلہ کے مدمقابل صفا آراء ہوئے تو ان کے علم میں تھا کہ بادشاہ وقت اہل باطل کا پشتیبان ہے۔ تمام تر حکومت وقت اسلام کا لبادہ اوڑھے دشمنان اسلام کے ساتھ ہے۔ اگر انہوں نے رٹ آف اسٹیٹ کو چیلنج کیا تو ان کو ظلم وستم کے شکنجوں میں کس کر انسانیت سوز اذیتوں سے گزرنا ہوگا۔ ان کی زندگی اجیرن کر دی جائے گی، ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑے جائیں گے مگر ان تمام تر مظالم کے تصور کے باوجود وہ احقاق اور ابطال کے فریضے سے غافل نہ ہوئے۔ انہوں نے اللہ کی رٹ چیلنج کرنے والوں کو للکارنے کے لیے اپنی ذات کو پیش کیا۔ انہوں نے جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے معقول اور وزنی دلائل سے مزین موقف کو بیان کیا۔ جب باطل دلائل کی جنگ سے عاجز آ گیا تو اس نے لالچ اور دھونس دھمکی کی پالیسی اختیار کی، مگر وقت کے اس جرنیل نے تمام تر لالچوں اور دھمکیوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس نے جسم پر کوڑے کھائے لیکن عزیمت کی تاریخ میں روشن باب کا اضافہ کرتے ہوئے اپنی فکر کے دریچوں کو ان افکار کی آماجگاہ بنالیا اور کیوں گویا ہوئے کہ: عزت سے جیے تو جی لیں گے یا جام شہادت پی لیں گے۔ (انتخاب: ماہم طارق)

سُعاد!.....تم کہاں ہو؟

اہلیہ مولانا عابد جمشید

''اس سورج کو ساری دھوپ میرے بابا جان پر ہی ڈالنے میں پتہ نہیں کیا مزا آتا ہے اف میرے اللہ! کتنی گرمی ہے۔''

تا حد نظر صحرا ہی صحرا تھا.....ظالم.....خشک.....بے رحم.....اندھا صحرا.....اتنا بھیانک کہ سخت جان صحرائی درخت بھی وہ ہاں جنم لینے سے ڈرتے تھے.....شاید اس لیے کہ سینے میں جو ناقابل بیاں کہانیاں چھپی ہوئی تھیں، انہوں نے اسے اتنا وحشت ناک بنا دیا تھا.....یا پھر وہاں گونجنے والی معصوم اور مظلوم چیخوں کی بازگشت نے اس صحرا کو اتنا بے حس بنا دیا تھا.....وہ چیخیں جو ظالم درندے نما انسانوں کے کانوں سے ٹکرا کے پلٹ آتی تھیں.....وہ چیخیں جنہیں صرف اس ذات نے سنا جو سمیع و بصیر ہے.....اور جو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھید جانتی ہے.....عرب کے اس بے آب و گیاہ صحرا میں.....آگ برساتے سورج کے نیچے کھڑی.....وہ ننھی معصوم سی کلی.....سرخ آنکھوں سے اس قیامت خیز گرمی کا شکوہ کر رہی تھی.....

o.....o

''سن! سُعاد کو تیار کر دے۔ قبیلے میں ایک شادی ہے سعاد بھی میرے ساتھ جائے گی، سب بچے کہیں نہ کہیں جایا کرتے ہیں لیکن میری سعاد کبھی کہیں نہیں گئی، آج یہ بھی میرے ساتھ چلے گی۔'' اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا ''آہا! آج میں اپنے بابا جان کے ساتھ جاؤں گی.....کتنا مزا آئے گا.....'' خوشی سے سعاد کے دل کی دھڑکنیں بے ربط ہونے لگیں۔

o.....o

آسمان ٹوٹ کر گرنے کو تھا.....زمین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ صدمے سے پھٹ جائے.....نظام کائنات درہم برہم ہوا چاہتا تھا.....عرب کے وہ بادیہ نشین جن سے قیصر و کسریٰ بھی لرزتے تھے.....ان کے سینوں میں دل گویا موم کے ہو گئے تھے.....وفا شعار اور جاں نثار ساتھی جو اپنے آقا کی آنکھوں میں.....ہلکی سی نمی بھی نہیں دیکھ سکتے تھے.....آنسوؤں کی لڑیاں نظر آ رہی تھیں.....وہ ذات جس کے اشارہ ابرو پہ.....گردش افلاک کو تھم جانے کا امر ہو سکتا تھا.....وہ ذات ہچکیوں سے رو رہی تھی.....

خدایا! دُھائی ہے.....

o.....o

''بابا جان! اب بس کر دیں ناں دیکھیں آپ کے کپڑے کتنے گندے ہو گئے ہیں۔''

ننھی سعاد کا تھکن سے برا حال تھا پچھلے دو گھنٹے سے اس کے بابا کھدائی کر رہے تھے، مٹی اور ریت ان کے کپڑوں پر گرتی تو سعاد فوراً اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے جھاڑ دیتی۔ سورج سوا نیزے پر تھا اور صحرا لوہار کی بھٹی بنا ہوا تھا۔

''پتہ نہیں بابا جان یہاں سے کیا تلاش کر رہے ہیں..... اور مجھے بتاتے بھی نہیں.....''

اس نے دو تین مرتبہ پوچھا بھی تھا لیکن بابا جان خاموش رہے تھے..... سعاد بھی چپ ہو گئی..... سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد ہی وہ گھر سے نکل پڑے تھے، سعاد پھولے نہ سما رہی تھی۔ وہ اپنے بابا کے ساتھ ساتھ چلنے کی بجائے اچھلتے کودتے ان کے گرد چکر لگاتی اور پھر بھاگ کر ان سے آگے نکل جاتی۔ لیکن اب تھکن اور پیاس نے اس کی ساری شوخیاں بھلا دی تھیں۔ چمڑے کی چھوٹی سی چھاگل میں پانی کب سے ختم ہو چکا تھا..... اگر کوئی چیز ختم ہونے کا نام نہ لے رہی تھی تو وہ تھی قیامت خیز گرمی اور سعاد کے بابا کی کھدائی.....!

''بابا جانی چلیں ناں، شادی کی تقریب سے دیر ہو جائے گی'' سعاد رو دینے کو تھی۔

''بس تھوڑی سی دیر..... اور..... پھر ہم چلیں گے۔''

پھولی ہوئی سانس کے ساتھ جواب ملا۔ اس لمے سعاد کو اپنی ساری تھکن اور پیاس بھول گئی۔ ''اخاہ! کتنا مزہ آئے گا..... واپس جا کر امی کو بتاؤں گی کہ میں شادی میں جا کر کتنی خوش ہو رہی تھی.....''

گڑھا اب کافی گہرا ہو چکا تھا۔ سعاد کے بابا کو مٹی باہر پھینکنے میں کافی مشقت کرنا پڑ رہی تھی آدھی سے زیادہ مٹی دوبارہ اندر گر جاتی اور اسے پھر باہر پھینکنا پڑتا۔ اپنے بابا کے کپڑوں سے گرد جھاڑتی سعاد کی آنکھوں میں ریت کے ذرے چبھنے لگے تھے۔ ''اے سیاہ پتھروں سے بنے کعبہ کے رب! میرے بابا جان کا کام جلدی ختم ہو جائے۔'' سعاد نے دل ہی دل میں دعا مانگنا شروع کر دی۔

o.....o

چوڑے سینے والے اس عرب نے..... کدال ہاتھ سے رکھ دی..... ایک نظر سعاد کی طرف دیکھا..... جس کے چہرے پر تھکن کے باوجود خوشی کھیلی پڑی تھی..... پھر گھوم کر گڑھے کے چاروں طرف نظر ڈالی..... ''گہرائی کافی ہے..... سعاد کے قد سے ڈیڑھ گنا تو ہو گئی ہو گی.....'' گوشت پوست کے سینے میں پڑے پتھر نے سوچا..... خدایا! دھائی ہے..... پتھر بھی دھڑکتے ہیں.....؟

o.....o

سعاد کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہ آیا..... ''بابا جانی! آپ اکیلے کیوں باہر نکل گئے .....؟ پہلے مجھے نکالیں ناں.....''

''بابا.....بابا.....بابا جانی.....''

لیکن پتھر کہاں سنتے ہیں!

''امی.....امی.....امی جانی.....''

سورج کی آنکھیں تپنے لگیں..... بے رحم صحرا میں پڑے پتھروں کا سینہ چاک ہونے لگا.....زمین نے اپنے خالق سے شق ہونے کی اجازت مانگی ہوگی.....جھلسا دینے والی لو کو بھی..... جھرجھری سی آ گئی.....اس نے دہکتی ریت کے کچھ انگارے اٹھائے.....اور گڑھے کے کنارے پر کھڑے عرب بدو کے منہ پر دے مارے.....

''بابا.....بابا.....امی.....دیکھیں بابا کو.....بابا.....''

عجیب! عجیب! نہایت عجیب! پتھروں کا سینہ چاک ہو رہا تھا.....صحرا رو دینے کو تھا..... ریت سسکیاں لے رہی تھی .....لیکن .....لیکن انسان خاموش اور بے حس و حرکت کھڑا تھا..... عجیب.....! تھوڑی سی گرم ریت سعاد کے سر پر آ کے گری.....پھر کچھ اور.....پھر.....

''بابا.....بابا.....بابا جانی.....بابا.....امم م.....می ی ی.....''

سعاد کی آواز رندھ گئی .....ریت اس کے بالوں میں .....آنکھوں میں گر رہی تھی .....سعاد نے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے.....اب ریت نے اس کے پاؤں پکڑ لیے تھے..... ٹخنوں تک .....

''ام می ی ی.....بابا.....شادی.....بابا جانی.....کپڑے.....''

گھٹنوں تک .....سورج آنکھیں جھپکنا بھول گیا.....ریت اب ٹانگوں کو ڈھانپ چکی تھی.....معصوم پھول کی صرف سسکیاں رہ گئی تھیں.....کندھوں تک.....سعاد کے ہاتھ جکڑے گئے.....ریت اب سیدھی چہرے پر گر رہی تھی .....معصوم پھول نے آنکھیں اٹھا کر.....آسمان کی طرف دیکھا.....ریت کے گرنے کی رفتار تیز ہوگئی.....

سعاد.....کہاں گئی سعاد.....اب تو اس کے بال بھی دکھائی نہ دے رہے تھے.....

''سعاد! شادی میں نہیں جانا کیا.....؟ سعاد!.....تم کہاں ہو.....؟''

o.....o

ساس بہو کا جھگڑا..... جیت کس کی؟؟؟

محمد شفیق، کوٹ ادو

ہمارے معاشرے میں ساس بہو کی لڑائی، نند بھاوج کی لڑائی، دو سوکنوں کی لڑائی معمول کی بات ہے۔ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جہاں یہ ازل تا ابد کا مسئلہ درپیش نہ ہو مگر ان تمام لڑائیوں میں جو مشہوری بغیر بینڈ باجے گاجے، طوطنی اور ڈگڈگی کے ساس بہو کی لڑائی کو ملی ہے ایسی شہرت تو شاید پانی پت کی لڑائی یا 1857ء کی جنگ آزادی کو بھی نہ ملی ہوگی۔ دونوں پل بھر بھی ایک دوسرے کے (نوے فیصد) قریب پھٹکنا تک گوارا نہیں کرتیں۔ وجہ.....؟؟ جنریشن گیپ یعنی ساس کو دقیانوسی اور بہو کو نئے زمانے کی چیز کہا جاتا ہے۔ اگرچہ ابھی بھی کچھ اچھے لوگ باقی ہیں لیکن اس جہاں میں اکثریت ایویں ہی ہے۔

ہاں جناب! تو ہم بات کر رہے تھے ساس بہو کے پھڈے کی۔ ساس بہو کا پھڈا کس بات پر، کس وقت، کس جگہ شروع ہو جائے..... مری کے موسم اور ہمارے ملک کی سیاست کی طرح اس کا بھی کوئی بھروسہ نہیں۔ ایک ساس نے اتفاق سے یا غلطی سے بہو سے پینے کا پانی مانگ لیا، بہو جو پہلے ہی بہت جھمیلوں میں پھنسی، سٹار پلس کے ڈراموں اور فیشن کے خیالوں میں مگن تھی، ٹکا سا جواب دے دیا کہ خود اٹھ کر پی لو۔ اب آپ تصور کریں کہ بیچاری اوور ویٹ (Over Weight) بوڑھی ساس، گھٹنوں کے درد کی ماری اور مزید چھ بیماریوں میں مبتلا بھلا کیسے خود پانی لے کر پی سکتی ہے؟ لو جی پھڈا شروع..... پھڈا بھی ایسا کہ نہ ختم ہونے والا یعنی ہمارے مفاد پرست سیاست دانوں جیسا نہیں کہ جیب میں مال ختم تو رات کو تحفظات کا پھڈا شروع ہوا اور صبح دے دلا کر تمام تحفظات اور پھڈے ختم اور اب شیر و شکر۔ لو جناب! پہلے ساس صاحبہ نے حملہ کیا ''دیکھو تو آج کل کی بہوؤں کو، ایک گلاس پانی کیا مانگ لیا کھانے کو ایسے دوڑ پڑیں جیسے سمندر لانے کو کہہ دیا ہو یا ان کی آبائی جائیداد میں سے حصہ مانگ لیا ہو، کام کی نہ کاج کی دشمن صرف میرے بیٹے کے مال کی.....'' وغیرہ وغیرہ۔

حسب توقع بہو کی طرف سے بمباری شروع ہوئی: ''جی ہاں سارے گھر کا کام کاج تو فرشتے آ کر کرتے ہیں ناں؟ خود تو سارا دن منہ میں پان چبڑ چبڑ کے سارا گھر لال پیلا کیے رکھتی ہو اوپر سے کام نہ کرنے کے طعنے.....'' ابھی ساس بہو کی یہ جنگ جاری تھی کہ نند صاحبہ جو کہ حسب معمول بازار کے دورے پر تھیں واپس آ دھمکیں اور اپنی ماں پہ ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھ کر

آستینیں چڑھا، اس جنگ میں شامل ہوگئیں۔ اب بے چاری اکیلی بہو اور دشمن دو!!!

''بھابھی! آپ کرتی ہی کیا ہیں سوائے سٹار پلس کے ڈرامے دیکھنے اور اپنی اماں، ابا، بہن، بھائیوں وغیرہ سے گھنٹوں فون پر باتیں کرنے کے؟'' بہو نے نند کی سنی ان سنی کرتے ہوئے اپنے کارنامے زور شور سے گنوانے شروع کر دیے: ''تینوں ٹائم میں ہی پکا پکا کر کھلاتی ہوں، سارے گھر کے کام کاج میں ہی کرتی ہوں، تمہاری ساری بہنیں جب درجنوں بچوں سمیت آ وارد ہوتی ہیں تو ان کے اوجھ کے بوجھ میں ہی کھلا کھلا کر بھرتی ہوں، تم تو اٹھتی ہی دوپہر کے بارہ بجے ہو، کچن کی صفائی بھی میں کرتی ہوں، آنے جانے والے تمام مہمان میرے ہاتھوں ہی بھگتائے جاتے ہیں، اور ہاں یہ تمام کپڑے میرے ہی دھلے ہوئے پہنتی ہو، سمجھیں؟؟؟ تمہیں آتا ہی کیا ہے سوائے باتیں بگھارنے، سونے اور بازار کے چکروں کے.....''

نند صاحبہ کچن کے فرش سے چند استعمال شدہ تیلیاں اٹھا لائیں: ''یہ ہے آپ کی صفائی! سارا دن کچن میں گندے برتن پڑے سڑتے رہتے ہیں۔ آپ کہتی ہیں کہ صفائی کرتی ہوں، وہ دیکھیں کل سے منے کے گندے ڈائپر اور نیکریں واشنگ مشین میں پڑے ہیں، آپ نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ ڈرائنگ روم کی ٹیبل پر دیکھیں کتنی مٹی جمی ہوئی ہے، چھی چھی..... اور ذرا اپنے کمرے کا حال تو دیکھیں کہ اب تک صبح کے بستر تک سیٹ نہیں ہوئے ایسے لگ رہا ہے جیسے سرائے یا ریلوے اسٹیشن ہو یا پھر آپ سیلاب زدگان میں سے ہوں۔ دوپہر ہونے کو ہے اور ابھی تک پکانے کو بھی نہیں چڑھایا، لگتا ہے دوپہر کا کھانا رات ہی کو ملے گا۔''

اسی دوران گھر میں شور وغل سن کر اوس پڑوس اور محلے کی عورتوں نے اپنی اپنی چھتوں پر مورچے گاڑ کر اس جنگ کی باقاعدہ مانیٹرنگ بھی شروع کر دی تاکہ استعمال شدہ ڈائیلاگ یاد کر لیں اور بوقت ضرورت اپنی لڑائیوں میں کام میں لائیں۔ یہ مورچے لگتے ہی تینوں موصوفاؤں نے کچھ غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عارضی جنگ بندی کا اعلان کر دیا۔

یہ جھگڑے جن کی ایک جھلک ہم نے یہاں پیش کی ہے، اکثر گھروں کا معمول ہیں۔ نہایت خوش قسمت ہیں وہ گھر جہاں اخلاقیات زندہ ہیں، چھوٹے اپنے بڑوں کی قدر کرتے ہیں اور بڑے چھوٹوں سے محبت وشفقت کا سلوک کرتے ہیں۔ اس مزاحیہ خاکے میں کتنے سبق پوشیدہ ہیں، یہ بات اہل نظر پر مخفی نہیں۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر لے اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرتا رہے تو یقین مانئے کہ ہمارے گھر جنت کا نمونہ بن جائیں گے۔ ساس بہو کے جھگڑوں میں جیت ہوتی ہے تو صرف شیطان کی، یا ان فتنہ پرور لوگوں کی جنہیں اس طرح کے فسادات سے لطف ملتا ہے۔

علامہ اقبال مرحوم.....اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

معظّمہ کنول

''ارمغان حجاز'' دانائے راز علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ کا مجموعہ کلام ہے، جس میں شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف کہے گئے تین اشعار بھی موجود ہیں، یہ اشعار جنوری 1938ء میں اقبال مرحوم نے ایک غلط اخباری اطلاع کی بنیاد پر کہے تھے۔ بعدازاں جناب طالوت نے علامہ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ آپ کے اشعار کی بنیاد جس مفروضے پر ہے، اس کی حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت محض جھوٹی ہے اور حضرت نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی کہ وطن ہی اساس ملت ہے۔

چونکہ علامہ اقبال رحمہ اللہ کے اشعار کسی ذاتی دشمنی وعداوت اور کسی مخفی جذبے کی بنیاد پر نہیں تھے، اس لیے حقیقت حال واضح ہونے پر انہیں رجوع سے کوئی چیز مانع نہ ہوئی اور 28 مارچ 1938ء کو روزنامہ ''احسان'' لاہور میں انہوں نے یہ اعلان شائع کرایا کہ مذکورہ اشعار غلط اخباری اطلاع کی بنیاد پر کہے گئے تھے لہٰذا انہیں کالعدم سمجھا جائے۔ علامہ نے تو اعتراف حق کر کے اپنے نامہ اعمال سے یہ سیاہ داغ دھو دیا لیکن جب علامہ کی وفات 21 اپریل 1938ء کے کئی ماہ بعد نومبر 1938ء میں یہ مجموعہ کلام شائع ہوا تو ان کے ناخلف جانشینوں نے ان اشعار کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ علامہ کے رجوع واعتراف حق سے کلی طور پر صرف نظر کرتے ہوئے کوئی توضیحی نوٹ بھی شائع نہ کیا۔ یہ محض ان لوگوں کا خبث باطن تھا، جس سے علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ مبرا ومنزہ تھے۔ اگر یہ مجموعہ کلام ان کی حیات میں شائع ہوتا تو وہ ضرور ان اشعار کو حذف کرا دیتے یا حقیقت حال کو ضرور واضح کر دیتے۔

☆.....☆.....☆

پروفیسر یوسف سلیم چشتی مسلم لیگ کے چوٹی کے ارکان ہی میں سے نہ تھے بلکہ انجمن حمایت اسلام کے قائم کردہ اشاعت اسلام کالج کے پرنسپل اور علامہ اقبال ومحمد علی جناح کے معتمد خاص بھی تھے، کلام اقبال کے شارحین میں پروفیسر موصوف کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ مسلم لیگ کی وہ مخصوص ذہنیت کہ جو مسلم لیگی نہیں وہ مسلمانوں کا خیر خواہ بھی نہیں بلکہ وہ ضمیر فروش، غدار قوم اور ہندوؤں کا غلام ہے، ان کے بھی رگ وپے میں سرایت کر چکی تھی لہٰذا جب ''ارمغان حجاز'' کی تشریح کے دوران ان کے سامنے علامہ اقبال کے مذکورہ تین اشعار آئے تو انہوں نے روایتی لیگی ذہنیت بلکہ خبث باطن کا پورا پورا ثبوت دیتے ہوئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف الزام و

اتہام کے طومار باندھے اور گستاخی کی تمام حدود و قیود کو پھلانگتے ہوئے انہیں ''مقام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر'' تک لکھ دیا۔ (نعوذ باللہ)

☆.....☆.....☆

1956ء تک وہ اسی دھن میں مگن اور اسی رو میں بہتے رہے، مگر خلاق عالم کو جانے ان کی کون سی ادا پسند آ گئی کہ اس قدر گستاخی و دریدہ ذہنی کے باوجود ''فعال لما یرید'' نے ان کی ہدایت کا فیصلہ فرمایا۔ چشتی صاحب اپنی لیگی ذہنیت میں اس قدر پختہ اور اپنے موقف پر اس قدر سخت تھے کہ اس کے باوجود انہیں اظہار حق و اعتراف توبہ میں 1956ء تا 1972ء تقریباً 16 برس کا عرصہ لگا۔ ہم یہاں بصد اختصار کچھ باتیں اس حوالے سے سپرد قرطاس کر رہے ہیں۔ تفصیل کیلئے ''چراغ محمد سوانح حضرت مدنی رحمہ اللہ مولفہ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ '' یا ''ماہنامہ القاسم نوشہرہ بابت جون 2009ء'' ملاحظہ فرمائیے۔

☆.....☆.....☆

جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا امام الہدیٰ حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؟ سے تقریباً 25، 26 سال پرانا تعلق تھا اور انہیں حضرت کے اخلاص و تقویٰ اور صدق مقال پر کامل اعتماد تھا۔ یہ اکتوبر 1956ء کی بات ہے، حضرت لاہوری رحمہ اللہ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے، انہوں نے پروفیسر صاحب جو بس کے انتظار میں اسٹاپ پر کھڑے تھے، کیلئے کار روکی، انہیں برنس گارڈن لے گئے، تبادلہ خیالات کے دوران حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے ان کی توجہ ''ارمغان حجاز'' کی شرح اور حضرت مدنی کی گستاخی کی جانب مبذول کراتے ہوئے کہا: ''میں تمہاری بدگمانی دور کرنے کیلئے تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میری رائے میں اور میرے علم کی رو سے اس وقت روئے زمین پر کوئی شخص روحانیت، تقویٰ اور تعلق مع اللہ کے اعتبار سے حضرت اقدس شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔'' مزید فرمایا: ''حضرت مدنی رحمہ اللہ کی جوتیوں کا تلوا بھی میری داڑھی سے زیادہ محترم ہے، بلاشبہ وہ اس زمانے میں اللہ کی ہستی کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی ہیں۔'' ساتھ ہی فرمایا کہ تم میرے عزیز ہو، اس لیے میری گزارش ہے کہ اپنی گستاخیوں سے رجوع کرو۔

☆.....☆.....☆

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے ساتھ ہونے والی اس نشست نے پروفیسر صاحب کے

اندر ایک بھونچال سا پیدا کر دیا، نفس کا پہلوان بھی بہر حال اتنا کمزور نہیں تھا کہ فوری چت ہو جاتا، مگر اتنا ضرور ہوا کہ انہیں اپنی اصلاح کی فکر ہوئی۔ 1957ء میں لاہور منتقل ہونے کے بعد انہوں نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر میں شرکت شروع کر دی۔ حضرت نے بھی انہیں نہ صرف یہ کہ خصوصی توجہ سے نوازا بلکہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے حوالے سے ان کے قلب و ذہن میں بھرے ہوئے ''لیگی زہر'' کی بھی صفائی شروع فرما دی۔ رفتہ رفتہ ان کے دل سے گستاخی کے جراثیم رخصت ہونے لگے اور ان کی جگہ شیخ العرب والعجم کے عشق صادق نے لے لی۔ اسی سال جب حضرت مدنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو انہیں یوں لگا کہ وہ اپنے محبوب سے جدا ہو گئے ہیں۔ پروفیسر صاحب مثنوی مولانا روم کا درس دیا کرتے تھے، اسے موقوف کر کے حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات بیان کرنا شروع کر دیے اور مسلسل چار ماہ یہ شغل عزیز رہا۔ برف پگھلتی جا رہی تھی، لیکن اس تعلق کے باوجود اعتراف حق کیلئے نفس آمادہ نہیں ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ بھی داغ مفارقت دے گئے اور اب مولانا روم کی اپنے شیخ شمس تبریز رحمہ اللہ کی وفات کے وقت جو کیفیت تھی، پروفیسر صاحب کی کیفیت بھی اس سے کچھ کم نہ تھی، وہ بھی کسی صلاح الدین کے متلاشی تھے۔ جب انہوں نے اپنی یہ کیفیت حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ کو لکھی تو انہوں نے پروفیسر صاحب کی رہنمائی حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا سید حامد میاں کی طرف کی اور 1965ء میں پروفیسر صاحب ان سے بیعت ہو گئے۔

☆.....☆.....☆

روحانی منازل تو طے ہو رہی تھیں، مگر اعتراف حق و اقرار جرم کا مرحلہ ہنوز کافی دور تھا۔ اس جانب مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ، اپنے مکتوبات میں پروفیسر صاحب کو بار بار متوجہ کرتے رہے۔ یہ سلسلہ جنوری 1965ء سے جاری تھا، بالآخر 22 مئی 1968ء کے مکتوب میں مرقوم حضرت قاضی صاحب کے الفاظ ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا مصداق ثابت ہوئے، قاضی صاحب نے اس خط میں تحریر فرمایا تھا: ''بہر حال آپ کی طرف سے فی الحال اگر چند سطور ''خدام الدین'' میں آ جائیں تو بہتر ہیں: مثلاً شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کی شان گرامی میں میرے قلم اور میری زبان سے جو کلمات ناشائستہ صادر ہو چکے ہیں، میں ان سے صدق دل سے نادم ہو کر رجوع کرتا ہوں۔ میں آپ سے بار بار اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ سالک کے اکثر مقامات شیخ کی شان میں بے ادبی سے نہ صرف رک جاتے ہیں بلکہ لطائف بجھ جاتے ہیں۔''

☆.....☆.....☆

یہ آخری جملہ پڑھتے ہی نفس وشیطان کے ایوان میں زلزلہ برپا ہوا۔ نفس اور روح کی شدید کشمکش ہوئی اور بالآخر روح نے نفس امارہ کو چاروں شانے چت گرادیا۔ پروفیسر صاحب نے نفس کی غلامی پر چار حرف بھیج دیے، کہ لطائف بجھ جائیں اور روح مرجائے تو انسان اور گدھے میں بھلا کیا فرق رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور بزرگوں کی خصوصی توجہ سے پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمہ اللہ نے وہ توبہ کی کہ تواب الرحیم سے قوی امید بلکہ یقین ہے کہ ان کی سابقہ تمام گستاخیوں کا کفارہ ہوگیا ہوگا۔ انہوں نے سب سے پہلے فروری 1972ء کے ماہنامہ ''میثاق'' میں یہ توبہ نامہ شائع کرایا، اب یہ ''چراغ محمد'' کا بھی حصہ ہے۔

☆.....☆.....☆

پروفیسر صاحب مخلص تھے اور اللہ والوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے انہیں بھی اپنے ممدوح علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ کی طرح اعتراف حقیقت واظہار توبہ میں کوئی دقت پیش نہ آئی، کہ قلب میں اخلاص ہو تو قدرت بھی یاوری کرتی ہے، رہے دور حاضر کے قلم فروش، تو انہیں یہ نعمت شاید اس لیے میسر نہیں آتی کہ ان کی تحریروں کے پیچھے جذبہ صادق نہیں بلکہ مخصوص مفادات کا حصول ہوتا ہے، اس لیے عناد کی بیماری میں مبتلا یہ قلم فروش ''میں نہ مانوں'' اور ''مرغی کی ایک ہی ٹانگ'' کی رٹ ہی لگائے رہتے ہیں، ان سے کسی کو کیا امید اور کیا گلہ؟

☆.....☆.....☆

آیئے پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز رح پرور ''توبہ نامہ'' ملاحظہ فرمایئے۔ ''اے ستار العیوب! میں بصمیم قلب اقرار کرتا ہوں کہ میں نے تیرے مقبول بارگاہ اور برگزیدہ بندے شیخ اسلام، مجاہد اعظم، قدوۃ العارفین، زبدۃ الکاملین، سیدی وشیخی وسندی ووسیلتی فی الدارین مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی شان اقدس میں اپنے قلم اور اپنی زبان سے بڑی گستاخیاں کیں، میں اپنی اس نالائقی اور حماقت کو کسی پردے میں نہیں چھپانا چاہتا، اعلانیہ صاف لفظوں میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اندھا و جاہل اور احمق اور عقل و خرد سے بیگانہ ہوگیا تھا، یہی وجہ ہے کہ جس شخص نے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ کر چودہ سال تک دین کی تعلیم وتبلیغ کی اور ساری عمر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر کردی تھی، اسے مقام رسول سے بے خبر قرار دیتا رہا بلکہ اس کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا اور ستم بالائے ستم یہ کہ ان گستاخیوں پر فخر کرتا رہا۔ اے اللہ! یہاں کی ذلت اور رسوائی مجھے منظور ہے، میں تو یوں بھی سراپا خطا ومجسم گناہ ہوں، مجھ میں اور کون سی خوبی ہے جس پر ناز کرسکتا ہوں، مجھے قیامت میں اپنی خفگی

اور اپنے محبوب کی ناراضی سے محفوظ رکھیو۔

☆.....☆.....☆

اے اللہ! میں ڈرتا ہوں اور سخت لرزہ براندام ہوں اس بات سے کہ قیامت میں جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مجھ پر پڑے گی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں مجھ سے اس انداز میں خطاب نہ فرمائیں: ''اچھا تو تم ہو وہ گستاخ اور دریدہ دہن! جس نے میرے اس عاشق صادق کی شان میں بے ادبی کی تھی، جس نے میرے دین کی سربلندی کی خاطر اور میری محبت میں ساری عمر قید و بند کو دعوت دی اور طوق سلاسل کو لبیک کہا، جس نے میری محبت میں میرے دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد کیا اور تادم آخر کلمہ حق کہا، جس نے میری خاطر مالٹا میں مصائب جھیلے، جس نے میری محبت میں کراچی کی جیل کاٹی، جس نے اعلاء کلمۃ الحق کیلئے انگریز (علیہ ماعلیہ) سے ٹکر لی، جس نے میری امت کی بہبود کیلئے دن میں قرآن و حدیث کا درس دیا اور رات میں دشمنان اسلام کے خلاف لسانی جہاد کیا۔ جس نے اسلام کی خاطر غیروں کے طعنے سنے اور اپنوں سے گالیاں کھائیں اور گالیاں کھا کر بے مزہ ہونا تو درکنار ان گالیاں دینے والوں کے حق میں دعائیں کیں، جس نے اپنی تمام متاع حیات مجھ پر نثار کر دی''۔

☆.....☆.....☆

تو اس وقت میرا کیا حال ہوگا؟ کون سا آسمان مجھے پناہ دے گا اور کون سی زمین مجھے ٹھکانا دے گی؟ اے اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہ عتاب سے بچنے کیلئے میں اس دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور رسوائی برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ اے اللہ! میں صدق دل سے توبہ کرتا ہوں، میری لعزشوں، خطاؤں اور گستاخیوں کو معاف کر دے جو میں نے اپنے شیخ طریقت، مخدوم ملت، محرم راز نبوت، واقف اسرار رسالت اور آشنائے مقام محمدی (علیہ افضل التحیۃ والثناء) کی شان میں روا رکھی تھی۔''

☆.....☆.....☆

پروفیسر صاحب کا 3 فروری 1984ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور دور حاضر کے نام نہاد دانشوروں اور قلم کاروں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اکابر کی گستاخی سے بچنے اور سچی توبہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

☆.....☆.....☆

وہ بھی کیا لوگ تھے!

ام فروہ، جھنگ

''یہ ہماری والدہ ہیں اور ان کی پچھلے چالیس سال سے یہی کیفیت ہے۔'' یہ الفاظ تھے اس گم نام عالمہ کے بیٹے کے جو نامور محدث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو اپنی والدہ محترمہ کا تعارف کروا رہا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کے سفر کو جا رہا تھا کہ مجھے ایک بوڑھی خاتون راستے میں ملی جس نے اون کا کرتا پہن رکھا تھا اور اوڑھنی بھی اون کی تھی میں نے اس کے پاس جا کر کہا:

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

تو اس خاتون نے جواب میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔

سلام قولا من رب رحیم (سورة یسین)

عبداللہ بن مبارک: اللہ تم پر رحم فرمائے یہاں کیا کر رہی ہو؟

خاتون: **من یضلل الله فلا هادی له (سورة الاعراف)**

جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو رہ بتلانے والا کوئی نہیں۔

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں میں نے خیال کیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے یا قافلے سے بچھڑ گئی ہے۔

عبداللہ بن مبارک: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

خاتون: **سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (سورة بنی اسرائیل)**

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام (بیت اللہ مکہ معظّمہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گئی۔

ابن مبارک فرماتے ہیں میں اس کی اس بات سے سمجھ گیا کہ وہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو چکی ہے اور اب بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔

عبداللہ بن مبارک: کب سے یہاں بیٹھی ہو؟

خاتون: **ثلث لیال سویا (سورة مریم)** پوری تین راتیں۔

عبداللہ بن مبارک: تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی یہ وقت تم نے کیسے گزارا؟

خاتون: هو يطعمني ويسقيني (سورة الشعراء) یعنی اللہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک: وضو کیسے کرتی ہو؟

خاتون: فان لم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا (سورة المائدة)
اگر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو۔

عبداللہ بن مبارک: میرے پاس کھانا ہے کھاؤ گی؟

خاتون: اتموا الصيام الى الليل (سورة البقرة) روزہ کو رات تک پورا کرو۔
مطلب یہ کہ میں روزے سے ہوں۔

عبداللہ بن مبارک: یہ رمضان المبارک کا مہینہ تو نہیں؟

خاتون: ومن تطوع خيرا فان الله شاكرا عليما (سورة البقرة) جو بطور نفل کے نیک کام کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا نفلی روزہ ہے۔

عبداللہ بن مبارک: سفر کی حالت میں تو فرض روزہ چھوڑ دینے کی بھی اجازت ہے۔

خاتون: وان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون (سورة البقرة)
اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہو اگر تم جانتے ہو۔

عبداللہ بن مبارک: جس طرح میں تم سے باتیں کر رہا ہوں تم اس طرح مجھ سے کیوں نہیں کرتی؟

خاتون: مايلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد (سورة ق) انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس پر نگہبان فرشتہ متعین ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو ہر بات کا جواب دینا پڑے گا۔

عبداللہ بن مبارک: تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

خاتون: لا تقف ما ليس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئک كان عنه مسئولا (سورة بنی اسرائیل) جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب سے پوچھا جائیگا۔

عبداللہ بن مبارک: معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوگئی۔

خاتون: لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم (سورة يوسف) آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تم کو معاف کرے۔

عبداللہ بن مبارک: اگر تم چاہو تو میں تمہیں اپنی اونٹنی پر بیٹھا کر لے چلوں؟

خاتون: وماتفعلوا من خير يعلمه الله (سورة البقرة) اور نیکی کا کام جو تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔

ابن مبارک کہتے ہیں یہ سنتے ہی میں نے اپنی اونٹنی کو ان کے قریب کیا اس کو بٹھایا اور خاتون سے کہا اس پر سوار ہو جاؤ مگر وہ سوار ہونے سے پہلے بولی۔

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم (سورۃ نور) مؤمنوں سے کہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ مطلب یہ کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو یا منہ پھیر لو تا کہ میں بلا جھجک سوار ہو سکوں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور کہا اب سوار ہو جاؤ جب وہ خاتون سوار ہونے لگی تو اچانک اونٹنی اٹھ گئی اور اس کی اوڑھنی کجاوے سے الجھ کر پھٹ گئی۔ میں نے اظہار افسوس کیا تو بولی: **ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر** (سورۃ الشوریٰ) تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور اللہ بہت سی خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے۔ یعنی اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں یہ تو میرے اعمال کا نتیجہ ہے۔

عبداللہ بن مبارک: ذرا ٹھہرو میں اونٹنی کے پاؤں باندھ لوں تا کہ تم اطمینان سے سوار ہو سکو

خاتون: **ففھمناھا سلیمان** (سورۃ الانبیاء) پس ہم نے سمجھا دیا سلیمان کو۔ مطلب یہ کہ ضرور باندھو یہ اسی طرح سمجھے گی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: پاؤں باندھنے کے بعد اب اس پر سوار ہو جاؤ۔

خاتون: (سوار ہوتے ہی) **سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون.** (سورۃ الزخرف)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع کیا اور ہم اس کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور بے شک ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور اس کو ہنکاتے ہوئے چل پڑا میری رفتار میں تیزی تھی اور جوش میں میری آواز بھی بلند ہو گئی تو خاتون بولیں:

واقصد فی مشیک واغضض من صوتک (سورۃ لقمان)

اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز کو پست کرو۔

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور اشعار پڑھنے لگا تو.....

خاتون: **فاقرؤوا ما تیسر من القرآن** (سورۃ المزمل)

جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھو۔

عبداللہ بن مبارک: اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے سب لوگ تمہاری طرح کس طرح بن جائیں؟

خاتون: وما یذکر الا اولوا الالباب (سورۃ آل عمران)
یعنی صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔
عبداللہ بن مبارک: کیا تمہارا شوہر ہے؟
خاتون: یا ایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم (سورۃ المائدۃ)
اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم پر ناگوار گزریں۔
اب تو میں خاموش ہو گیا اور چلتے چلتے قافلے کے قریب جا پہنچا تو میں نے سوال کیا: ''کیا قافلہ میں آپ کا کوئی رشتہ دار بھی ہے؟''
خاتون: المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا (سورۃ کھف) مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔
میں سمجھ گیا کہ قافلے میں اس کے بیٹے موجود ہیں تو میں نے کہا: ''ان کی کوئی نشانی ہو تو بتاؤ تا کہ میں ان کو تلاش کروں۔''
خاتون: وعلامات وبالنجم ھم یھتدون (سورۃ النحل)
یعنی علامتیں ہیں اور ستاروں ہی سے وہ راستہ پاتے ہیں۔
میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلے کے رہبر ہیں چنانچہ میں اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے قافلے میں چکر لگانے لگا اور اس سے کہا کہ اپنے بیٹوں کو ڈھونڈ لے۔ وہ بولی:
☆واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا (سورۃ النساء) ☆وکلم اللہ موسی تکلیما (سورۃ النساء) ☆یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ (سورۃ مریم)
☆اور بنایا اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو دوست ☆اور بات کی موسیٰ (علیہ السلام) سے اچھی طرح ☆اے یحییٰ (علیہ السلام) پکڑ لو کتاب کو مضبوطی سے۔ مطلب یہ کہ تم ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ کے نام لے کر آواز دو۔
یہ سن کر میں نے زور سے آواز دی، یا ابراھیم یا موسیٰ یا یحییٰ فوراً تین خوبصورت نوجوان ایک خیمے سے نکلے اور بڑی عزت واحترام کے ساتھ اپنی والدہ کو اونٹنی سے اتارا۔ جب ہم سب اطمینان سے بیٹھ گئے تو خاتون نے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر یہ آیت پڑھی:
فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما

فلیأتکم برزق منه (سورة لکھف)

آپ اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے لئے کچھ کھانا لے آئے۔ یہ سنتے ہی ان میں سے ایک نوجوان دوڑا گیا اور قریبی شہر سے کچھ کھانا خرید لایا۔ وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو خاتون نے کہا:

کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة (سورة الحاقة)

خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو بسبب ان اعمال کے جو تم نے گذشتہ دنوں میں کئے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے نوجوان سے کہا کہ جب تک تم مجھے اس خاتون کی حقیقت نہیں بتلاؤ گے تو میں اس کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ نوجوان نے کہا:

یہ ہماری والدہ ہیں اور ان کی پچھلے چالیس سال سے یہ کیفیت ہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے کوئی لفظ آیات کلام پاک کے سوا زبان سے نہیں نکالا یہ پابندی انہوں نے اپنے اوپر اس لئے لگائی کہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جس کی قیامت کے دن باز پرس ہو۔

شادی بیاہ و دیگر تقریبات کے موقع پر اشیاء آرڈر پر تیار کی جاتی ہیں
پاک فریزیکو
سویٹس بیکرز اینڈ جنرل سٹور
حاجی ملک حنیف: 0300-8708408
محمد سلیم: 0321-8099534
ایچ پوائنٹ
0321-6059054
مین روڈ کوٹ فرید اقبال کالونی سرگودھا

قربانی کے احکام

حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

اسلام نے سال بھر میں عید کے صرف دو دن مقرر کئے ہیں ایک عید الفطر کا اور دوسرا عید الاضحیٰ کا اور ان کو عبادت قرار دیا جو کہ ہر سال مسلم قوم بڑے جوش جذبے کے ساتھ کرتی ہے۔ عید الاضحیٰ اس وقت منائی جائی ہے جب کہ مسلمانان عالم اسلام ایک عظیم الشان اجتماعی عبادت یعنی حج کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ عبادات کے اختتام اور ابتدا کی خوشی کوئی دنیوی خوشی نہیں بلکہ دینی خوشی ہے اور اس کے اظہار کا طریقہ بھی دینی ہی ہونا چاہیے۔ اس لئے عید کے موقع پر مسلمان اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر شکر بجالاتے ہیں اور بطور شکر کے عید الفطر کے دن صدقہ اور عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرتے ہیں۔ تو جب یہ عبادت ہے تو اس کے احکام جاننا بھی ضروری ہوئے تا کہ ہماری محنت اور رقم کہیں ضائع نہ ہو اور شریعت کے احکام کے مطابق ہم اپنی عبادت کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں جو کہ ہمارے لیے رضائے خداوندی کا ذریعہ بنے۔

قربانی کس پر واجب ہے:

(1) جتنے مال پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اتنے مال پر بقر عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہوتی ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو تو اس پر قربانی واجب تو نہیں ہے لیکن اگر پھر بھی کر دے تو بہت ثواب ہے۔

ایک اہم غلط فہمی کا ازالہ:

قربانی کے دنوں میں جانور ذبح کرنے ہی سے قربانی ادا ہوتی ہے جانور کے زندہ صدقہ کرنے یا اس کی قیمت کو خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے اور صدقہ خیرات علیحدہ ثواب کا کام ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک عبادت کے ادا کرنے سے دوسری مستقل عبادت ادا نہیں ہوتی اس لئے صدقہ خیرات کرنے سے قربانی بھی ادا نہیں ہوتی۔ جیسے صدقہ یا خیرات کرنے سے حج یا نماز ادا نہیں ہوتے۔

(2) مسافر جو اڑتالیس میل کی مسافت کے ارادہ سے سفر شروع کر چکا ہو اس پر بھی قربانی واجب نہیں۔

(3) اتنا مال جس پر قربانی واجب ہوتی ہے کسی کی ملکیت میں بقر عید کی بارہ تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی آیا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ اگر اس نے اتنے مال کے ملکیت

میں آنے سے پہلے قربانی کردی اور پھر بارہ تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے مالدار ہوگیا تو پھر پہلی قربانی ہی کافی ہے۔اسی طرح کوئی مسافر بارہ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے گھر آ گیا ہو یا کسی جگہ اس نے پندرہ روز کے قیام کا ارادہ کرلیا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہوجائے گی۔

(4) قربانی جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اسی طرح اگر کسی عورت کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو عورت پر بھی قربانی واجب ہوگی۔

(5) جو مسلمان مرد یا عورت اتنے مال کا مالک ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے جب تک اتنا مال اس کی ملکیت میں رہے گا اس پر ہر سال قربانی واجب ہوگی صرف ایک سال قربانی کر دینا کافی نہیں۔

(6) اگر بھائی مشترک کاروبار کرتے ہوں اور ان کا کھانا پینا اخراجات بھی مشترک ہوں تو جو کچھ مال اس مشترک کاروبار سے حاصل ہوگا اس میں سے اگر ہر بھائی کے حصے میں اگر اتنا مال آتا ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ہر بھائی کے ذمے الگ الگ قربانی واجب ہوگی۔اور اگر اتنے مال سے کم حصے میں آتا ہے تو کسی کے ذمہ بھی واجب نہیں۔

قربانی کا وقت:

بقرعید کی دسویں سے لے کر بارھویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے ان دنوں میں جس وقت چاہے قربانی کرے مگر رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں۔اور سب سے افضل بقرعید کا دن ہے پھر گیارھویں پھر بارھویں تاریخ ہے۔شہروں میں بقرعید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں اور دیہات میں دسویں کی صبح صادق کے بعد بھی قربانی کر دینا درست ہے۔شہر میں اگر کسی نے بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کردی تو اس کو دوبارہ قربانی کرنا ضروری ہے قربانی کا جانور اگر شہر میں ہے تو پھر چاہے قربانی کرنے والا گاؤں میں ہو نماز عید سے پہلے ذبح کرنا درست نہیں اور اگر قربانی گاؤں میں ہو تو اس کا نماز عید سے پہلے صبح صادق کے بعد ذبح کرنا جائز ہے۔

قربانی کے جانور:

بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اور اونٹنی، صرف ان جانوروں کی قربانی جائز ہے مرغی یا مرغے کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قربانی کی عمر:

بکرا، بکری ایک سال سے کم اور گائے، بیل، بھینس، بھینسا دو سال سے کم اور اونٹ،

اونٹنی پانچ سال سے کم عمر کی جائز نہیں ہے اور بھیڑ، دنبہ چکتی دار ہو یا بغیر چکتی کے ہو اگر ایسا فربہ (صحت مند) کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ ماہ کا بھی جائز ہے اور اگر ایسا فربہ نہیں تو پھر سال بھر سے کم کا جائز نہیں۔

قربانی میں شراکت:

بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، کو صرف ایک شخص کی طرف سے قربان کیا جا سکتا ہے اور گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں اس سے زیادہ شریک نہیں ہو سکتے اور سات سے کم دو چار چھ جتنے بھی ہوں کوئی ہرج نہیں بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت یا تو قربانی کرنے کی ہو اگرچہ ان میں بعض کی نیت واجب قربانی کرنے کی ہو اور بعض کی نفلی۔

قربانی کے عیب:

(1) جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا بعد میں ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو جائز نہیں۔

(2) جس جانور کے چھوٹے چھوٹے کان ہوں اس کی قربانی جائز ہے اور اگر ایک یا دونوں کان پیدائشی نہ ہو یا ایک کان پورا کٹا ہوا ہو تو جائز نہیں۔

(3) جس جانور کے دونوں کان تھوڑے تھوڑے کٹے ہوئے ہوں یا کان میں کئی سوراخ ہوں جو جمع کرنے سے تہائی سے زیادہ ہو جاتے ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ اس جانور کی قربانی نہ کرے اسی طرح کان یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو تو قربانی ناجائز ہے۔

(4) جو جانور اندھا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی بینائی تہائی سے زیادہ جاتی رہے تو اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر آنکھ کی نگاہ ترچھی ہو تو قربانی جائز ہے۔

(5) جس جانور کی ناک کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

(6) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہو اس کی قربانی ناجائز ہے اور اگر اس قدر باقی ہیں کہ گھاس وغیرہ کھا سکتا ہے تو جائز ہے۔

(7) جس جانور کی زبان تہائی سے زیادہ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

(8) مخنث جانور کی قربانی جائز نہیں۔

(9) خصی جانور کی قربانی درست بلکہ افضل ہے۔

(10) جس جانور کا پاؤں کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

(11) جس جانور کے تھن بالکل کٹے ہوئے ہوں یا ایک تھن تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر بیماری کی وجہ سے بھیڑ بکری کا ایک تھن یا گائے اور بھینس اور اونٹنی کے دو تھن سوکھ گئے ہوں تو قربانی جائز نہیں، یہی حکم ہے اگر تھن کا سرکٹ گیا ہو تو بھی جائز نہیں۔ اور اگر بیماری کے بغیر دودھ سوکھ گیا ہو تو جائز ہے۔

(12) جو جانور ایسا لنگڑا ہو کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہو چوتھا پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتا یا رکھ سکتا ہے مگر اس پر چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر چوتھا پاؤں ٹیک کر چل سکتا ہے تو جائز ہے۔ ایسے دبلے کمزور جانور کی قربانی ناجائز ہے جس کی ہڈی میں گودا نہ رہا ہو اگر اتنا کمزور نہ ہو تو جائز ہے۔

(13) مجنون جانور اگر چل پھر کر چر سکے اور جس جانور کو خارش ہو اور موٹا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر دونوں اتنے کمزور ہو گئے کہ ان کی ہڈی میں گودا ہی نہ رہا ہو تو پھر جائز نہیں۔

(14) جو جانور زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے بچہ دینے کے قابل نہیں اور جس کو کھانسی ہو اور جس کے بدن پر گرم لوہے سے داغ دیا گیا ہو اور جس کا کان چیرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو بشرطیکہ سوراخ کان کی تہائی سے کم ہو ان کی قربانی جائز ہے۔

(15) مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور میں جائز عیبوں میں سے بھی کوئی عیب نہ ہو۔

(16) اگر قربانی کے جانور کو خریدنے کے بعد کوئی ایسا عیب لگ گیا جس سے قربانی نہیں ہو سکتی تو قربانی کرنے والا اگر غنی ہے جس پر قربانی واجب ہے تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر غریب ہے تو اسی کو ذبح کر دے۔

(17) اگر خریدتے وقت وہ جانور عیب دار تھا تو غریب کے لئے اسی حالت میں اس کی قربانی جائز ہے اور امیر کے لیے اس وقت جائز ہے جب کہ اس کا عیب جاتا رہے مثلاً پہلے بہت کمزور تھا اور لاغر تھا بعد میں موٹا ہو گیا۔

مسائل ذبح:

(1) اگر ذبح کرتے وقت گرنے یا تڑپنے سے کوئی ایسا عیب لگ گیا جو قربانی کو مانع ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(2) حاملہ جانور کی قربانی درست ہے البتہ جو جانور بچہ دینے کے قریب ہو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(3) اگر قربانی کے جانور کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کو زندہ ہی صدقہ کر دینا مستحب ہے اور اگر ذبح کر دیا تو اس کا گوشت نہ کھائے بلکہ صدقہ کر دے اور ذبح کرنے سے اس کی قیمت میں جو

زندہ ہونے کی صورت میں تھی اتنی رقم بھی صدقہ کر دے اور اگر گوشت کھا لیا تو اس کی قیمت بھی صدقہ کر دے اور اگر اس بچہ کو اس خیال سے رکھ لیا کہ آئندہ سال قربانی کروں گا تو ناجائز ہے۔

(۴) مستحب ہے قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر خود ذبح نہ کر سکے تو دوسرے کو حکم دے اور خود ذبح کے وقت حاضر رہے۔

فائدہ: اگر وہاں کوئی غیر محرم نہ ہو تو عورت کو بھی اپنی قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے ورنہ پردہ ضروری ہے۔

(۵) قربانی کا گوشت اور کھال وغیرہ قصاب کو اجرت میں دینا منع ہے۔

(۶) قربانی کرنے والے نے ذبح کرنے والے کے ساتھ چھری ہاتھ میں پکڑی اب ذبح کرتے وقت ان دونوں میں سے اگر ایک نے بھی دانستہ بسم اللہ چھوڑ دی تو جانور حرام ہو جائے گا۔

مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو قربانی سے پہلے چند دن گھر میں باندھ کہ رکھے اور اس کو جھول پہنائے اور اس کے گلے میں قلادہ یعنی چمڑا وغیرا کا کوئی ٹکڑا لٹکائے اور ذبح کرتے وقت اسے آرام اور نرمی کے ساتھ لٹائے چھری کو پہلے اچھی طرح تیز کرے اور ذبح کے بعد جب جانور اچھی طرح ٹھنڈا ہو جائے تو اس کی کھال اتارے اس سے پہلے کھال اتارنا مکروہ ہے۔ اسی طرح جانور کو لٹا کر اس کے سامنے چھری تیز کرنا اور کوئی بے ضرورت تکلیف دینا مکروہ ہے اور روح نکلنے سے پہلے حرام مغز تک چھری پہنچا کر سر الگ کرنا مکروہ ہے۔

(۷) ذبح کرنے والے کو ذبح کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک بغیر عذر کے مکروہ ہے۔

(۸) مرتد، زندیق، رافضی اور قادیانی کا ذبیحہ حرام ہے۔ ان سے ذبحہ نہ کرائیں نہ قربانی کے موقع پر نہ کسی اور وقت۔

قربانی کا گوشت اور کھال:

قربانی کے گوشت کا خود کھانا اور رشتہ داروں اور مالداروں میں تقسیم کرنا اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرنا سب جائز ہے، بہتر یہ ہے کہ تہائی گوشت سے کم خیرات نہ کرے لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ البتہ منت اور نذر کی قربانی کا سب گوشت خیرات کرنا ضروری ہے اس میں سے نہ خود کھا سکتا ہے نہ امیروں کو دے سکتا ہے۔

قربانی کا گوشت بیچنا مکروہ ہے اس طرح سری پائے اور اس کی چربی کا بیچنا حلال نہیں اگر کسی نے ان چیزوں کو بیچ دیا تو ان کی قیمت صدقہ کرے۔ قربانی کی کھال کا بعینہ ڈول، مصلی وغیرہ بنا کر خود استعمال کرنا بھی جائز ہے اور کسی امیر کو دے دینا بھی جائز ہے اور اگر اس کھال کو

ایسی چیز سے تعبیر کرلیا کہ بعینہ اس چیز کے وجود سے کچھ مدت تک نفع حاصل ہوسکتا ہے جیسے مشک ۔چھلنی۔ جائے نماز، کپڑا وغیرا تو یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی ایسی چیز کے ساتھ تبدیل کر دیا جس کے وجود سے بعینہ نفع حاصل نہیں ہوسکتا یا اس کو روپے پیسے کے ساتھ فروخت کر دیا تو اب اس کی قیمت کو خود استعمال نہیں کرسکتا نہ کسی امیر کو دے سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دیا جائے۔

فائدہ: مدارس اسلامیہ کے طلبہ اس صدقہ کے بہترین مصرف ہیں اس میں صدقے کا ثواب بھی ہے اور علم دین کے احیاء کا بھی۔مگر کسی خدمت اور معاوضہ میں دینا اس کا جائز نہیں اسی طرح قربانی کے جانور کی رسی وغیرہ سب صدقہ کر دے۔

تنبیہ:

بعض لوگ چرم قربانی کی قیمت بیوہ عورتوں کو دے دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس کے پاس سونا چاندی کا زیور یا نقدی تو بقدر نصاب نہیں ہے۔اس طرح یہ بھی دستور ہے کہ اس کی قیمت کو بہنوں وغیرہ کا حق سمجھا جاتا ہے اور مالدار بہنوں بیٹیوں کو بھی دے دیتے ہیں یہ درست نہیں البتہ بیوہ عورت یا بہن اگر غریب ہو تو اس کو دے سکتے ہیں۔

قربانی کی قضاء:

(1) اگر کسی شخص نے پچھلے سالوں کی واجب قربانی ادا نہ کی ہو تو اس کو ہر سال کی قربانی کے عوض قربانی کی قیمت کا صدقہ میں دینا واجب ہے۔قربانی کے ایام گزرنے کے بعد قربانی نہیں کرسکتا۔

(2) اگر کوئی شخص قربانی کے دنوں میں مالدار تھا لیکن اس نے قربانی نہیں کی پھر ان دنوں کے گزرنے کے بعد وہ شخص غریب ہوگیا اب اگر اس نے قربانی کا جانور خریدا تھا تو اس کو صدقہ کر دے ورنہ اتنی رقم خیرات کرے جس سے قربانی ہوسکتی ہے۔

(3) اگر کوئی شخص مالدار ہوا اور اس نے قربانی نہ کی ہو اور نہ ہی قربانی کے دن گزرنے کے بعد اتنی رقم قربانی کے عوض خیرات کی ہو جس سے قربانی ہوسکتی ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ وصیت کرے کہ اس کی طرف سے اس کا وارث قربانی کی قیمت صدقہ کرے۔

(4) اگر قربانی کے لئے جانور خریدا اور قربانی کے دنوں میں ذبح نہ کیا تو اب اس قربانی کی قضاء کے ارادہ سے اس کو آئندہ سال ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس جانور کو زندہ صدقہ کرنا واجب ہے۔اگر ذبح کرلیا تو اس کا گوشت کھانا اس کے لیے جائز نہیں بلکہ ذبح کرنے سے جانور کی قیمت میں جو نقصان ہوا وہ رقم اور اس کا تمام گوشت پوست خیرات کر دے۔

عشرہ ذوالحجہ کے متفرق مسائل:

(1) جو آدمی قربانی کا ارداہ رکھتا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد بال، ناخن کٹانے اور حجامت بنوانے سے دسویں ذوالحجہ تک رُکا رہے۔

(2) بقرعید کی پہلی تاریخ سے لے کر نو تاریخ تک ہر دن کا روزہ رکھنا ایک ایک دن کا روزہ ثواب میں سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ نویں تاریخ یعنی عرفہ کے دن کا روزہ ثواب میں دو سال کے روزوں کے برابر ہے پھر دسویں سے لے کے تیرھویں تاریخ تک روزہ رکھنا حرام ہے۔

تکبیر تشریق:

تکبیر تشریق ناویں ذوالحجہ کی نماز فجر کے بعد تیرہویں تاریخ کی عصر کے نماز کے بعد تک ہر فرض عین نماز کا سلام پھیرتے ہی ایک مرتبہ بلند آواز سے کہنا واجب ہے البتہ عورتیں آہستہ آہستہ آواز میں کہیں۔

تنبیہ: بہت سے لوگ غفلت کرتے ہیں اس تکبیر کو پڑھتے نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں حالانکہ ان کا درمیانہ طریقہ میں بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے۔

فائدہ: ذوالحجہ کی گیارویں، باہرویں، تیرہویں، تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں تکبیرات تشریق یہ ہیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد

(1) نماز جنازہ اور وتروں اور سنتوں کے بعد یہ تکبیرات نہ کہیں۔

(2) تکبیرات تشریق امام، مقتدی، منفرد، عورت، مرد، مسافر، مقیم، شہر والوں اور دیہات والوں سب پر واجب ہے۔

(3) جن دنوں میں یہ تکبیرات کہی جاتی ہیں اگر ان دنوں کی کوئی نماز رہ گئی ہو اور اب اگر اس کی قضاء اسی سال کے انہی دنوں میں کی جائے تب تو یہ تکبیرات کہی جائیں گی ورنہ نہیں مثلاً: نویں تاریخ کی نماز کی قضاء اسی سال کی دسویں کو کی جائے تو تکبیر بھی نماز کے بعد کہی جائے اور اگر اس کی قضاء ان دنوں کے گزرنے کے بعد یا اگلے سال کے انہی دنوں میں کی جائے اسی طرح ان دنوں سے پہلے کی نماز اگر ان دنوں میں پڑھے تو یہ تکبیرات نہ پڑھے۔

(4) مسبوق یعنی جس کی رکعات رہ گئی ہو وہ بھی اپنی رکعات پوری کرنے کے بعد یہ تکبیر کہے گا۔ لیکن اگر بھول کر امام کے ساتھ ہی تکبیر تشریق کہہ لی تو بھی نماز ہوگئی اور لاحق جس کی رکعت امام کی اقتداء کرنے کے بعد رہ گئی ہو اس پر بھی یہ تکبیر واجب ہے۔

(5) نماز کا سلام پھیرنے کے بعد جب تک قبلہ سے سینہ نہ پھیرا ہو اور نہ کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے نماز کی بنا ممنوع ہو جاتی ہے اس وقت تک یہ تکبیر کہنا ضروری ہے۔

(6) نماز کے سلام کے بعد اگر کسی نے قہقہہ لگا دیا یا عمداً حدث کیا یا کلام کیا تو اب یہ تکبیرات نہیں کہہ سکتا البتہ اگر سلام کے بعد خود بخود حدث ہو گیا تو یہ تکبیرات کہہ لے کیونکہ ان کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان مقدس فرائض کی ادائیگی مکمل حقوق کی رعایت کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

.....

جیل میں.....جگہ کم ہے

(ارم اقبال، کراچی)

گزشتہ دنوں ہمارے ایک عزیز کو غلطی سے پولیس پکڑ کر لے گئی۔ یاد رہے یہ غلطی میرے عزیز کی نہیں پولیس کی تھی، لہٰذا اسے فوراً یعنی تین دن بعد چھوڑ دیا گیا۔ مجھے اس کی خوش قسمتی پر رشک آ رہا تھا جسے بلاوجہ جیل میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی ورنہ یہاں جیل جانے کے لیے تو بڑے بڑے لوگوں کو بھی گھنٹوں تقریریں، توڑ پھوڑ، مار کٹائی اور نجانے کیا کیا ناپسندیدہ فعل کرنے پڑتے ہیں، پھر کہیں جا کر انہیں جیل جانے کا موقع ملتا ہے۔ مجھے حیرانی اس بات پر ہوئی کہ لوگ اسے رہا ہونے کی مبارکباد دے رہے ہیں حالانکہ مبارکباد تو اسے اس بات کی دینی چاہیے تھی کہ اب وہ عام آدمی نہیں رہا، کیونکہ جیل جانے والا انسانوں کے جمِ غفیر سے یکدم الگ ہو کر اپنی انفرادیت کا احساس دلاتا ہے۔ جیل جاتے ہی وہ اس قدر اہم ہو جاتا ہے کہ اس کی ملاقات کے لیے کئی کئی سفارشی رقعے لانا پڑتے ہیں، گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے تب کہیں وہ جھروکوں سے جھلک دکھاتا ہے جسے کبھی کسی نے آنکھ بھر کر نہیں دیکھا ہوتا، اسے دیکھتے ہی آنکھیں بھر آتی ہیں۔ جیل جانا دراصل شریف ہونا ہے، کہ شریف وہ ہوتا ہے جو جرم نہ کرے اور جرم ہمیشہ وہ کرتے ہیں جو جیل سے باہر ہوتے ہیں بلکہ جیل دنیا کا وہ خطّہ ہے جہاں سب سے کم چوریاں، ڈاکے اور قتل ہوتے ہیں۔ یوں بھی اب ہمارے ہاں جیلوں میں اتنی جگہ نہیں، جتنے اس کے مستحق افراد، سو اب یہی حل ہے جو چند شریف شہری ہیں انہیں جیلوں میں بند کر دو۔

خلیفہ ثالث کے درخشاں پہلو

مولانا محمد بلال جھنگوی

اللہ رب العزت نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا کہ آپ نے جہاں انسانیت کو کتاب وسنت کی تعلیم دینی ہے وہیں آپ نے ان کا تزکیہ بھی فرمانا ہے۔تو اس کے لیے خالق نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جماعت عطاء فرمائی جو کہ صحبت نبوت سے فیض یاب ہوئے اور پھر خالق نے اس جماعت کو رضی اللہ عنہ کو تمغہ دیا اور آنے والی امت کے لیے ان کو ایک معیار کے طور پر پیش کیا اور فرمایا "**فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا**" کہ اگر تم ان کی مثل ایمان لائے تو تم ہدایت پاؤ گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**اصحابی کالنجوم**" کہ میری یہ جماعت ستاروں کی مانند ہے۔اسی مقدس جماعت میں ایک شخصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے۔

نام ونسب:

آپ کا نام گرامی عثمان بن عفان اور کنیت ابوعبداللہ اور لقب ذوالنورین ہے۔آپ کے والد ماجد کا نام عفان بن ابی العاص اور والدہ کا نام اروی بنت کریز ہے۔

قبول اسلام:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی دعوت پر آپ نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ فرمایا۔ابھی دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور فرمایا: عثمان! خدا کی جنت قبول کرلے میں تیری اور تمام خلق کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہوں۔حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ زبان نبوت کے ان صاف اور سادہ جملوں میں خدا جانے کیا تاثیر بھری تھی کہ میں بے اختیار کلمہ شہادت پڑھنے لگا اور دست مبارک میں ہاتھ دے کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

شادی اور ہجرت حبشہ:

قبول اسلام کے بعد حضرت عثمان کو وہ شرف حاصل ہوا جو کہ ان کی کتاب منقبت میں سب سے نمایاں باب ہے یعنی رحمت عالم نے آپ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کا نکاح آپ سے فرمادیا۔اسد الغابہ میں لکھا ہے:

"**رقیه بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم وامها خدیجه بنت**

خویلد.....تزوجت عثمان بن عفان وھاجرت معه الی الارض الحبشة''

کہ حضرت رقیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جس کی والدہ کا نام خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھا ان کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے ہوئی اور ان دونوں (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا) نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

(اسد الغابه تذکره رقیه ج5ص456)

مکہ میں اسلام کی دن بدن بڑھتی ہوئی ترقی مشرکین کے غیظ وغضب کی آگ میں زیادہ اضافہ کر رہی تھی۔ حتی کہ رفتہ رفتہ ان کی سخت گیری اور جفا کاری یہاں تک بڑھی کہ وہ ان کی برداشت سے باہر ہوگئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر آپ اپنی اہلیہ محترمہ کو ساتھ لے کر ملک حبشہ کی طرف روانہ ہوئے آپ کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان عثمان اول من هاجر باهله من هذه الامة''

یعنی اس امت میں عثمان پہلا شخص ہے جس اپنے اہل عیال کو لے کر ہجرت فرمائی۔

(اصابه ج8تذکره حضرت رقیه)

ہجرت مدینہ اور خریداری بئر رومہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ پھر اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت اوس بن ثابت کے مہمان ہوئے اور انہی میں برادری قائم فرمائی۔ دو مرتبہ ہجرت کرنے کی وجہ سے آپ کو **''ذوالهجرتين''** بھی کہا جاتا ہے۔ مدینہ آنے کے بعد مہاجرین کو پانی کی سخت تکلیف تھی کیونکہ مدینہ میں ایک ہی کنواں تھا میٹھے پانی کا جو کہ ایک یہودی کے پاس تھا اور اس نے اسکو ذریعہ معاش بنا رکھا تھا۔ حضرت عثمان نے اس سے بات چیت فرمائی اور بارہ ہزار درہم نے نصف کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف فرما دیا۔ اس کنواں کے خریدنے میں شرط یہ قرار پائی کہ ایک دن حضرت عثمان کی باری ہوگی اور ایک دن یہودی کی تو جس دن حضرت عثمان کی باری ہوتی لوگ اتنا پانی بھر لیتے کہ دوسرے دن کے لیے بھی کافی ہو جاتا جب یہودی نے دیکھا کہ اب اس سے تو مجھے کچھ نفع نہیں ہو رہا اس نے باقی آدھا بھی حضرت عثمان کے ہاتھوں فروخت کرنے کی بات کی، حضرت عثمان نے آٹھ ہزار درہم میں خرید کر اس کو وقف فرما دیا۔

غزوہ بدر اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی رحلت:

رمضان 2ھ میں ایک طرف کفر اسلام کا پہلا معرکہ غزوہ بدر تھا اور دوسری طرف حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا علیل تھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت عثمان اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تیمارداری کی خاطر ان کے پاس رہ گئے۔آپ اگرچہ غزوہ بدر میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے لیکن اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں آپ کا حصہ مقرر فرمایا۔نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بدر ہی میں تھے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ فتح کی خوشخبری لے کر مدینے پہنچے تو اس وقت لوگ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دفن کر کے ان کی قبر مبارک پر مٹی ڈال رہے تھے۔

(الاصابہ معہ الاستعاب ص 294 ج 4 تحت رقیہ بنت کلثوم)

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حضرت عثمان کا ایک لڑکا عبد اللہ پیدا ہوا اسی سے آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہوئی۔آپ کا یہ صاحبزادہ تقریبا چھ سال زندہ رہنے کے بعد وفات پا گیا۔

نکاح ثانی:

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات کے بعد آپ بڑے مغموم رہنے لگے اور فرماتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری قرابت کے سواء تمام قرابتیں منقطع ہو جائیں گی افسوس میرا وہ رشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹ گیا۔کچھ دن افسردگی اور پریشانی کے عالم میں گزارے ایک دفعہ حسرت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا:

یا عثمان ھذا جبرائیل علیہ السلام یامرنی عن اللہ عزوجل ان ازوجک اختھا ام کلثوم علی مثل صداقھا وعلی مثل عشرتھا فزوجہ ایاھا.

(مستدرک حاکم ج 4 ص 49 تذکرہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی اے عثمان (رضی اللہ تعالی عنہ) اللہ عزوجل کی طرف سے جبرائیل نے مجھے حکم دیا ہے کہ رقیہ کی بہن ام کلثوم کا میں تجھے نکاح کر دو اور مہر وہی ہوگا جو رقیہ کے لیے متعین ہوا تھا اور معاشرتی گزران بھی بطریق سابق رکھنی ہوگی۔اس کے بعد اپنی پیاری صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمان سے فرما دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اولاد آدم میں وہ واحد شخصیت ہیں کہ جن کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئیں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے۔

"قال العلماء ولا یعرف احد تزوج بنتی نبی غیرہ ولذلک سمی ذاالنورین"

کہ حضرت عثمان کے سوا اولاد آدم میں کوئی ایسا شخص نہیں گزرا کہ جس کے نکاح میں نبی

کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی ص105)

آپ کا نکاح حضرت ام کلثوم سے ربیع الاول 3ھ میں ہوا اپنی وفات تک حضرت عثمان کے ساتھ آباد رہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے ان کی کوئی اولاد نہیں اور آپ کی وفات شعبان 9ھ میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کا نماز جنازہ پڑھایا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بن عبدالمطلب، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ بن حارثہ نے قبر میں اتر کر آپ کو آخری آرام گاہ تک پہنچایا۔

(طبقات ابن سعد ج8 ص25)

جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کا بھی وصال ہو گیا تو آپ کی غمگینی کی انتہاء نہ رہی اس دوران جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے سنا فرماتے تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دیتا حتی کہ ایک بھی نہ رہ جاتی۔''

(الصواعق المحرقہ لابن حجر مکی ص110)

غزوات میں شرکت:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں بھی شریک رہے شوال 3ھ میں غزوہ احد پیش آیا اس کے بعد غزوہ احد 4ھ، غزوہ ذات الرقاع 5ھ، بعد میں جب غزوہ خندق پیش آیا تو آپ اس میں بھی شریک تھے۔

سفیر نبوت:

6ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیارت کعبہ کے لیے تشریف لائے ابھی آپ مقام حدیبیہ میں ہی تھے کہ معلوم ہوا کہ مشرکین آپ کی آمادہ پرخاش ہیں تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو بطور سفیر کے بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے بلکہ زیارت کی غرض سے تشریف لائیں ہیں حضرت عثمان مشرکین کے پاس تشریف لے گئے جب کئی دن گزر گئے صحابہ کرام کو تشویش ہوئی ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کی حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے چودہ سو صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بیعت لی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف سے خود اپنا دست مبارک

دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیت لی۔ یہ حضرت عثمان کے تاج فخر کا وہ طرہ امتیاز ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ 7ھ میں معرکہ خیبر اور 8ھ میں مکہ فتح ہوا اور اسی سال ہوازن کی جنگ ہوئی آپ ان تمام معرکوں میں بھی شریک رہے۔

سخاوت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ:

غزوہ تبوک میں جو کہ 9ھ میں پیش آیا اس میں حضرت عثمان نے ایک تہائی فوج کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لیے۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق اس غزوہ میں تیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار شامل تھے اس تعداد کے اعتبار سے گویا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے دس ہزار سے زیادہ فوج کے لئے سامان مہیا کیا۔ اس کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور سامان رسد کے لیے ایک ہزار دینار پیش فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوئے کہ اشرفیوں کو دست مبارک سے اچھالتے تھے اور فرماتے تھے

"ما ضر عثمان ما عمل بعد هذا اليوم"

کہ آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اسکو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(ترمذی باب مناقب عثمان)

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر میں حضرت عثمان کا ہاتھ بھی سب سے نمایاں رہا۔ جب مسلمانوں کی کثرت کے باعث مسجد نبوی ناکافی ہوگئی تو حضرت عثمان نے ایک قطعہ زمین خرید کر بارگاہ نبوت میں پیش فرمائی۔ اور اپنے دور خلافت میں بھی مزید اس میں وسعت فرمائی۔

خلافت اور فتوحات عثمانی:

خلیفہ بلافصل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد تقریبا دس برس تک خلافت کی عنان خلیفہ ثانی داماد علی رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ آپ کی شہادت کے بعد چار محرم 24ھ دوشنبہ کے دن حضرت عثمان اتفاق عام کے ساتھ مسند نشین خلافت ہوئے اور دنیائے اسلام کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں افریقہ، اسپین، قبرص، طبرستان کے علاوہ آرمینیہ بھی اسلامی ممالک میں شامل ہوا۔ افریقہ میں طرابلس برقہ اور مراکش مفتوح ہوئے اور ایران کی فتح بھی تکمیل کو پہنچی۔ افغانستان خراسان اور ترکستان کا ایک حصہ بھی زیر نگیں ہوا۔ دوسری سمت آرمینیہ آزربائیجان مفتوح ہوکر اسلامی سرحد کوہ کاف تک پھیل گئی اور ایشیاء کوچک کا وسیع علاقہ ملک شام میں داخل ہوا۔ آپ کا زمانہ خلافت بارہ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔

شہادت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ:

حضرت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو باغیوں نے مدینہ طیبہ کے اندر اپنے گھر میں قرآن پڑھتے ہوئے شہید کیا آپ کا گھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا باغیوں کا مطالبہ آپ سے خلافت کو چھوڑ دینے کا تھا۔ حالانکہ ان کے تمام اشکالات دور کر دیے تھے۔ اور اس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ حق پر تھے اس کی تائید اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتی ہیں:

"عن عائشه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یا عثمان انه لعل الله یقمصک قمیصا فان ارادوک علی خلعه فلا تخلعه لهم.

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص 562 باب مناقب عثمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امید ہے کہ اللہ تجھے ایک قمیص (یعنی قمیص خلافت) پہنائیں گے اگر لوگ اس قمیص کو تجھ سے اتارنا چاہیں تو ان کے کہنے پر قمیص نہ اتارنا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو ظالموں نے 35ھ میں 18 ذوالحجہ بروز جمعہ کو اپنے مکان میں شہید کر دیا۔ آپ کا جنازہ مشہور صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے پڑھایا۔

"عن قتادة قال صلی الزبیر علیٰ عثمان رضی الله تعالی عنه ودفنه."

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی تدفین کی۔

(مسند احمد ج 1 ص 74 تحت مسندات عثمان)

مقام عثمان علی المرتضی کی نظر میں:

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"کان عثمان رضی الله تعالی عنه خیرنا واوصلنا للرحم واشدنا حیاء واحسننا طهورا واتقانا للرب عزوجل."

عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ ہم میں بہترین شخص تھے، اور صلہ رحمی کرنے والے تھے، اور زیادہ حیادار اور پاکیزہ تھے۔ اللہ سے بہت خوف کرنے والے تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج 7 ص 194 تحت ذکر عثمان)

ابن عبدالبر نے **الاستیعاب فی اسماء الاصحاب** میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"قال علی رضی اللہ تعالی عنہ من تبرأ من دین عثمان فقد تبرأ من الایمان."

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دین سے بے زاری اختیار کی یقیناً وہ اپنے ایمان واسلام سے بری ہوگیا۔

(الاستیعاب معہ اصابہ ج3 ص76 تذکرہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ)

مطلب یہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ جو آدمی حضرت عثمان رضی اللہ تعالی کو ایماندار نہیں جانتا وہ خود ایماندار نہیں ہے جو حضرت عثمان سے بیزار ہوگا وہ دین اسلام سے بے زار ہوگا۔ اللہ رب العزت ہمیں صحابہ کرام کے ساتھ محبت الفت رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے اوران کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم)

خدا سے اچھی امید رکھنا

تم آرزو کے دیئے جلا کے
خدا سے اچھی امید رکھنا
خزاں کے موسم کی رخصتی پہ
بہار گل کی نوید رکھنا
وہ تیرا رب ہے وہ تیرا اپنا
اسی کو اپنا حبیب رکھنا
اسی سے کرنا تو دل کی باتیں
تو آنکھ میں اک نمی سی رکھنا
وہ تیرا رب ہے وہ تیرا آقا
اسی سے راز و نیاز رکھنا
اسی سے غم کی کہانی کہنا
غموں کو دل میں نہاں رکھنا
رحیم ہے وہ کریم ہے وہ
تو رب کو اپنے قریب رکھنا
اسی کو اپنے قریب رکھنا
تم آرزو کے دیئے جلا کے
خدا سے اچھی امید رکھنا

(نعیم خان لیہ)

آتی رہے گی ترے الفاظ کی خوشبو

امۃ الودود، چکوال

جمعرات کی شام 8 ستمبر کی شام مجھے کبھی نہ بھولے گی۔ اس شام سفیر اہلسنت عبدالشکور نقشبندی کے صاحبزادے قاری ابوبکر کی شہادت کی خبر موصول ہوئی۔ میں ابھی اس خبر کی افسردگی سے باہر نہ نکل پائی تھی کہ اچانک اطلاع ملی کہ ہمارے ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالرحمٰن عثمانی بھی دار آخرت کی طرف کوچ فرما گئے ہیں۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے شجر سایہ دار اٹھا لیے گئے ہیں۔

اس تحریک میں ایسے اٹھائیں گے شہید
جن کے مدفن کو زمین انبیاء دینی پڑے
اتنا کر دیں گے ماؤں کی محبت کو بلند
دل کے ٹکڑوں کو شہادت کی دعا دینی پڑے

یقیناً ختم نبوت کا کام کرنیوالوں پر کڑا وقت ہے، بڑی آزمائش ہے۔ بڑے بڑے اکابر رخصت ہو رہے ہیں۔ میرے پیرومرشد جلسہ چناب نگر (ربوہ) سے واپس آ رہے تھے کہ اللہ تعالی نے ان کو کڑی آزمائش میں مبتلا کر دیا۔ وہ ہاتھ جو رب کریم کے دربار میں ہمارے لیے ہر وقت دعاؤں میں مصروف رہتے تھے، وہ لب جن سے ہمارے لیے خیر کی دعائیں نکلتی تھیں وہ رخصت ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ پاک اہل اسلام کو اس آزمائش سے سرخرو کر کے نکالے۔ آمین

حضرت جی پیر صاحب سے میرا روحانی تعلق ہے ان کی اہلیہ محترمہ سے قرآن پاک بالتجوید میں نے پڑھا۔ آپ خود بھی ہمارا امتحان لیا کرتے تھے یہ میرے نہایت ہی مشفق نرم دل استاد ختم نبوت کے ہر میدان میں حاضر ہوتے تھے۔ حقیقت ہے کہ قدرت ختم نبوت کے کام کے لیے خوش بخت لوگوں کو قبول کرتی ہے۔ حضرت مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''فتنہ مرزائیت کے خلاف کام کرنے والے کی پشت پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک ہوتا ہے۔'' یقیناً میرے استاد محترم بھی انہی خوش نصیبوں میں سے ہیں کہ ان کا معمول ہر وقت اللہ اللہ کی صدائیں بلند کرنا تھا۔ اس دن ان کے صاحبزادے کا جنازہ بھی اللہ اللہ کی صداؤں میں رخصت ہوا تھا۔ اس شام آسمان پر بادل بھی قاری ابوبکر شہید کی جوانی کی شہادت پر افسردہ حالت میں چھائے ہوئے تھے۔ اور میں آج قلم ہاتھ میں لیے اس سوچ میں مبتلا ہوں کہ کیا لکھوں؟ یہ تو میرے استاد جی کے صاحبزادے کے لیے خوش نصیبی کی بات ہے۔

دانش میں خوف مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنت رسول کی

اس نے اس عظیم کانفرنس میں اس شب کو تمام علماء کرام کو پانی پلایا۔اس جلسہ میں شہید ختم نبوت نے مولانا عبدالحفیظ مکی دامت برکاتہم العالیہ سے حدیث مبارک ''انما الاعمال بالنیات'' پڑھی۔ جلسے سے واپسی پر اپنے ابا جان سے سول کرتا رہا کہ ابو جی یہ قادیانی کیا ہوتے ہیں؟ لیکن کیا خبر تھی میرے مشفق استاد کو کہ یہ میرے بیٹے کے آخری سوال ہوں گے۔ اچانک ہونے والے ایکسیڈنٹ نے ان کے لخت جگر کو ان کی آنکھوں کے سامنے شہادت جیسی نعمت سے نوازا۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم
جو چلے تو جہاں سے گزر گئے

دعا ہے کہ اللہ پاک تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے علماء کرام کا سایہ ہمارے سروں پہ تا ابد قائم ودائم فرمائے۔آمین ثم آمین

نرخ نامہ برائے اشتہارات ماہنامہ بنات اہلسنت

بیک			
بیک فل پیج 4 کلر	3000	3/4 بیک پیج 4 کلر	2500
ہاف بیک پیج 4 کلر	2000	1/4 بیک پیج 4 کلر	1500
اندرون			
فل پیج ون کلر	1800	3/4 ون کلر	1500
ہاف پیج ون کلر	1300	1/4 ون کلر	800
مین پیج ان سائیڈ			
فل پیج ون کلر	2000	3/4 پیج ون کلر	1300
ہاف پیج ون کلر	1000	1/4 پیج ون کلر	800
ایک پٹی 1.5 انچ مین ٹائٹل	2000	پٹی 1.5 انچ بیک ٹائٹل	600

آخری قسط

اہل السنّت کی نشانیاں

مولانا عابد جمشید

مردوں کا زندہ کیا جانا اور میدان حشر میں جمع ہونا:

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالی نے اپنے متعلقین اور شاگردوں کو جمع کر کے جو نصیحتیں کیں اور ان کو اہلسنت کی علامات بتا کر ان پر کاربند رہنے کا حکم فرمایا ان میں سے بارھویں اور آخری علامت یہ ہے کہ اہل السنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی انسانوں کو مرنے کے بعد ایک خاص دن میں دوبارہ زندہ کرے گا اور اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"تعرج الملئكة والروح اليه فى يوم كان مقداره خمسين الف سنة"

(سورة المعارج)

اور **"وان الله يبعث من فى القبور"**

(سورة الحج)

اس دن انسانوں کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور ہر شخص کے حقوق پورے پورے ادا کئے جائیں گے، کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالی کی زیارت اور اس کی کیفیت:

اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اہل جنت کو اللہ تعالی کی زیارت نصیب ہوگی البتہ اس کی کوئی خاص کیفیت، جہت یا تشبیہ ممکن نہیں۔ بعض گمراہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کو دیکھنا ممکن نہیں لیکن اہلسنت کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اہل ایمان کو اللہ تعالی زیارت نصیب ہوگی۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظره

ترجمہ: اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

البتہ اس دنیا میں رہتے ہوئے عام آنکھ سے حالت بیداری میں اللہ تعالی کو دیکھنا ممکن نہیں تاہم خواب میں زیارت باری تعالی عین ممکن ہے۔ یاد رہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں

شب معراج کے موقع پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی زیارت کی اور قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

شفاعت حق ہے اور جنت دوزخ ہمیشہ رہیں گی:

امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے اور یہ تمام اہل ایمان کے لیے ہوگا اگر چہ وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو۔ اہل سنت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنھا کے بعد سب سے افضل مقام سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا کا ہے۔ اور روافض ان کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے جتنے الزامات اور تہمتیں ان پر لگاتے ہیں وہ ان سب سے بری ہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ آخر میں فرماتے ہیں کہ ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کا معاملہ وقتی اور عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے اہل جنت جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور کفار اور مشرکین ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے اللہ تعالی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسل کی شفاعت کے صدقے ہمیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور دوزخ کی آگ اور عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے۔

یا اللہ کریم ہمیں ہمیشہ ہمیشہ اہل السنّت والجماعت کے عقائد ونظریات پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمایئے اور ایسے اعمال کرنے کی توفیق مرحمت فرمایئے جن سے آپ اور آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نصیب ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ والصلوۃ والتسلیم

ہمسائیگی

(انتخاب: انیلا کوثر، جامعہ فاطمہ)

ایک بزرگ جو چوہوں کے ہاتھوں بڑے پریشان تھے دوستوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے بتایا آسان علاج یہ ہے کہ ایک بلی پال لیں۔ چوہے بھاگ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا علاج تو موثر ہے لیکن چوہے بھاگ کر پڑوسیوں کے گھر چلے جائیں گے اور انہیں ناحق تکلیف ہوگی۔ جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے بہت سارے حقوق بیان کئے ہیں لہذا میں خود تکلیف برداشت کرلوں گا مگر پڑوسیوں کو پریشان نہیں کرسکتا۔

(قسط دوم)

شرعی پردہ

حضرت قاری محمد طیب رحمہ اللہ

شریعت اسلامی نے پہلا اصول یہ سکھایا ہے کہ عورت کی ذاتی حیثیت ایک بیش بہا خزانہ کی سی ہے جس کو خائنوں اور بدراہوں کی دسترس سے محفوظ رکھنے کے لیے محجوب اور مخفی رہنے کی ضرورت ہے کہ اسی میں اس کی ذاتی حرمت اور شیطان صفت انسانوں سے بچاؤ کی صورت قائم رہ سکتی ہے۔

عورت کی بنیاد میں ستر وحجاب داخل ہے

ارشاد نبوی ہے:

ان المرأة عورة مستورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان

بلا شبہ عورت اس ایک چھپی ہوئی چیز ہے وہ جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے۔ (کہ اب کسی کو بدنگاہی میں کسی کو بدخیالی میں اور کسی کو بداعمالی میں مبتلا کرونگا۔)

ظاہر ہے کہ یہ مخفی حیثیت اس کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی کہ عورت کا اجنبیوں سے اختلاط قطع کر کے اسے یکسور ہنے کا حکم دیا جائے اس لیے ارشاد نبوی میں اس پہلو کو بھی واشگاف فرما دیا گیا **نعم العمل لنساء امتی العزل** میری امت کی عورتوں کا بہترین کام یکسوئی (اور مردوں سے) کنارہ کشی ہے۔ پھر یہ یکسوئی مستقل اور پائیدار نہیں رہ سکتی تھی جب تک کہ عورت کی آزادی نقل وحرکت کو محدود نہ کیا جائے اس لئے شریعت نے ان کو اپنے گھروں کی چار دیواری میں ٹھہرے رہنے کا حکم دیا

ارشاد حق ہے:

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ

عورتیں اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں اور جاہلیت اُولیٰ کی سی آزاد تصریحات میں نہ پڑیں۔

لیکن عورتوں کی عام نقل وحرکت کو گھر کی چار دیواری میں محدود کرنے کے ساتھ ساتھ پابندی نقل وحرکت بھی بیکار ہی رہتی بلکہ ان کی خلوتوں میں میں مردوں کا آزادانہ آنا جلوتوں کی ملاقاتوں سے بھی زیادہ مضر ہوتا اس لئے مردوں پر واجب کیا کہ دوسرے کے گھروں میں بغیر آواز دیئے اور بغیر اجازت لئے داخل نہ ہوں۔ ارشاد حق ہے:

حکم استیذ ان

یا ایھاالذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا وتسلموا علی اھلھا

اے ایمان والوں اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔

پھر یہ حکم استیذ ان صرف نامحرموں کے لیے نہیں بلکہ محرموں کے لئے بھی ہے پس اگر عورتیں گھروں میں ٹھہرادی گئی تھیں تو مردوں کو بھی ان کے گھروں میں بے محابہ آنے جانے سے روک دیا گیا۔ ممکن تھا کہ اس گھر کی چار دیواری کی روک تھام کو علی اطلاق تمام حالات میں جن میں اجنبی مرد وعورت کو کسی جائز لین دین یا ردو بدل اور کسی جائز معاشرتی معاملے کی ضرورت نہ پیش آئے۔ ورنہ درصورتِ معاملہ وطلب وسوال وغیرہ حجاب کو مخل معاملہ سمجھ کر بے حجابی کو جائز اور حکم آیت سے مستثنیٰ سمجھ لیا جاتا اس لئے قرآن کریم نے حکم مذکور کا عموم اطلاق باقی رکھنے اور ان فرضی مستثنیات کو قطع کر دینے کے لیے حکم صادر فرمایا کہ ضروری لین دین اور مانگ تاگ بھی حجاب ہی کے واسطے سے کرو۔

گفتگو پس پردہ:

واذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن

جس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ بے ضرورت تو پردے کے پاس بھی مت آؤ مثلاً کسی چیز کا سوال کرنا ہے تو پس پردہ ہی مانگ لو نہ یہ کہ جائز معاملات میں آنے کا جواز بے پردگی کے جواز کا موجب ہو جائے۔ نیز متاعا اسے بھی بتوین لا کے ایماء فرمایا گیا ہے کہ عورتوں سے چھوٹی سے چیز بھی مانگو تو پس پردہ مانگو یعنی عمومی لین دین اور کاروبار تو بجائے خود ہے معمولی اور حقیر چیز بھی جو بیشتر اثاث البیت سے تعلق رکھتی ہے اگر مانگو تو پردہ قائم رکھ کے مانگو۔

موجودہ تمدن کی بیبا کی:

یہاں سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو عورت کی چند فرضی اور اختراعی ضرورتوں پر قومی ضروریات کا نام رکھ کر ان کے مختلف شعبوں مثل حق نمائندگی، حق نیابت اور حق خطابت وغیرہ کے لیے آج اس مستور اور محجوب عورت کو بے حجابی اسٹیجوں اور اجماعی پلیٹ فارموں پر دعوت دے

رہے ہیں اور خود عورت ہی کی زبان ان اہم سوالات اور طلبوں پر کھلوانا چاہتے ہیں۔ کہاں وہ قرآنی اختفاء وحجاب اور کہاں یہ پلیٹ فارمی پیشی اور نمائش؟ کہاں عورت سے معمولی متاع خانہ داری کی معمولی مانگ بھی پس پردہ تجویز ہوئی اور خود عورت کا یہ معاملہ اور قومی حقوق کی طلب میں پلیٹ فارموں پر بے حجاب مارے مارے پھرنا۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

عورت کے لیے نہ ایسے پلیٹ فارم ہی شرعی ہو سکتے ہیں جن میں منشاء قرآنی کا معارضہ ہو اور نہ ایسی طلب ہی اس کی زبان سے شرعی کہلائی جاسکتی ہے جو مقاصد قرآن کے لیے انجام کار مخرب ہے۔

اللہ تعالیٰ حقیقی سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

.....

ہم فخر سے کہتے ہیں ہمارے ہیں صحابہ

اہلیہ مفتی شبیر احمد، سرگودھا

نظریں.....نیچی
فکر.....وسیع
طبیعت.....فقیرانہ
چہرہ.....مسکراتا
کان.....حق سننا
اخلاق.....پیغمبری
قدم.....نفس پر
زندگی.....جہادی
رونا.....محراب میں
تقریر.....منبر پر
سجنا.....خون سے
لگن.....عبادت سے
محبت.....تلوار سے

خیالات.....اونچے
دل.....شہنشاہ
ذہن.....خزانہ
زبان.....بہادرانہ
ناک.....عنبری
ہاتھ.....سینے پر
جوانی.....جنگی
ہنسنا.....احزاب میں
تکبیر.....فتح پر
نہانا.....آنسوؤں سے
آرزو.....شہادت سے
خوف.....قہار سے
مقام.....رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ڈاکٹر.....ہائے ڈاکٹر

ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

☆..... بیماریاں وہی ہیں جو سینکڑوں سال پہلے تھیں بس اب ڈاکٹروں نے انہیں مہنگے مہنگے نام دے دیے ہیں۔

☆..... اگر کسی کا وقت نہ آیا ہو تو ڈاکٹر بھی اسے نہیں مار سکتا۔

☆..... ڈاکٹر ہر مریض کا علاج کر سکتے ہیں بشرطیکہ:

ا۔ مریض کے لواحقین تنگ نہ کریں۔

ب۔ مریض کے پاس پیسے ختم نہ ہو جائیں۔

ج۔ مریض صحت یاب ہونے سے پہلے مر نہ جائے۔

☆..... جو ڈاکٹر جسم کے جتنے حصے کا علاج کر سکتا ہے وہ اتنا ہی بڑا اسپیشلسٹ کہلاتا ہے۔

☆..... بعض ڈاکٹر خود اس لیے اپنا علاج نہیں کرتے کہ ان کی فیس بہت زیادہ ہوتی ہے۔

☆..... پرانے وقتوں اور نئے زمانہ کی بیماریوں میں صرف ایک ہی قدر مشترک ہیں..... دونوں انسان کی جان لے لیتی ہیں۔

☆..... مرض کے بارے میں جاننے کا مطلب یہ نہیں کہ ڈاکٹر اس کا علاج بھی جانتا ہوگا۔

☆..... امراض اور ڈاکٹروں کا پرانا یارانہ ہے دونوں مل کر مریض کی کھال اتارتے ہیں۔

☆..... ہر وہ بیماری خطرناک ہے جو ڈاکٹر کی سمجھ میں نہ آئے۔

☆..... مرض ڈاکٹر کا ایجنٹ ہے۔ مریض کو گھر کر ڈاکٹر کے پاس لاتا ہے۔

☆..... مرض اور ڈاکٹر، مریض کے گھر آگے پیچھے آتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کو جانے نہیں دیتے

☆..... اچھا ڈاکٹر وہ ہے جو بیماری کی بجائے مریض کا علاج کرے۔

☆..... اگر ڈاکٹروں کی باتوں کا یقین کیا جائے تو پھر اچھی صحت کا راز یہ ہے کہ۔

☆..... ہر وہ کام کیا جائے جس کے نے کو جی نہیں چاہتا۔

☆..... ہر اس کام سے احتراز کیا جائے جس کے کرنے سے طبیعت مچلتی ہے۔

☆..... ہر وہ آپریشن غیر معمولی ہوتا ہے جو کسی دوسرے پر کیا جائے۔

☆..... ماہر ڈاکٹر وہ ہے جو کم سے کم کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانتا ہو۔

☆..... ڈاکٹر وہ لوگ ہیں جو ایسی ادویات تجویز کرتے ہیں جس کے بارے میں وہ بہت کم جانتے ہیں۔

☆..... ایسی بیماریوں کے علاج کے لیے جن کی بابت وہ ادویات سے بھی کم جانتے ہیں۔

☆..... اس انسان کے لیے جس کے بارے میں وہ سرے سے کچھ نہیں جانتے۔

☆..... ڈاکٹر کا کام مریض کو نہیں بلکہ صرف اس کی امید کو زندہ رکھنا ہے جب تک قدرت انہیں صحت یاب نہیں کر دیتی یا وہ فوت نہیں جاتے۔

☆..... ڈاکٹر اور وکیل میں فرق صرف یہ ہے کہ وکیل صرف لوٹتا ہے جب کہ ڈاکٹر لوٹتا بھی ہے اور مار بھی ڈالتا ہے۔

☆..... اس سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں جو ڈاکٹر کو اپنا وارث بنا دے۔

☆..... اچھا ڈاکٹر بیماری سے بچاتا ہے، عام ڈاکٹر بیماری کے حملہ کی مدافعت کرتا ہے۔ اور برا ڈاکٹر بیماری کا علاج کرتا ہے۔

☆..... اچھا ڈاکٹر وہ ہے جس کے پاس آپ جائیں اور وہ موجود نہ ہو۔

☆..... سرجن کو جوان ہونا چاہیے اور فزیشن کو بوڑھا۔

☆..... ڈاکو اور ڈاکٹر جو مانگیں جلدی سے دے دو ایسا نہ ہو کہ جان گنوا بیٹھو۔

.....☆.....☆.....☆.....

خود پسندی

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ

خود پسندی کی مزمت:

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کہ نفس کو پاک صاف اور اچھا نہ سمجھا کرو، یہ کافروں کی شان ہے کہ اپنے اعمال اور اپنے آپ کو اچھا سمجھیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ خود پسندی تباہ کر دیتی ہے کیونکہ آدمی جب اپنے آپ کو نیکو کار سمجھنے لگتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور سعادت اخروی سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت بشر بن منصور نے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور دیر تک پڑھی اتفاق سے ایک شخص ان کو دیکھ رہا تھا۔ چونکہ خود پسندی کے احتمال کا موقع تھا اس لیے نماز سے فارغ ہو کر فرمانے لگے کہ میاں میری اس حالت سے دھوکہ نہ کھائیو، شیطان نے چار ہزار برس للہ کی عبادت کی مگر انجام اس کا جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

غرض مسلمان کی شان نہیں ہے کہ اپنی عبادت کو عبادت اور اپنی طاعت کو طاعت سمجھے کیونکہ اول تو قبولیت کا علم نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ عبادت واقع میں عبادت ہوئی یا یوں ہی بیکار گئی۔ دوسرے نمبر پر یہ کہ اعتبار خاتم کا ہے اور خاتم کا حال کوئی نہیں جانتا کہ کس حال پر ہونا ہے۔

ناز اور خود پسندی اور تکبر کا فرق:

خود پسندی بھی تکبر کی ایک شاخ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تکبر میں دوسرے لوگوں سے اپنی نفس کو بڑا سمجھا جاتا ہے اور خود پسندی دوسرے لوگوں کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے نفس کو اپنے خیال میں کامل سمجھ لینا اور حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنا حق خیال کرنا۔ یعنی ان کو اللہ کا فضل وکرم نہ سمجھنا اور ان کے زوال سے بے خوف ہو جانا خود پسندی اور عجب کہلاتا ہے۔

ناز کی علامت:

اگر یہاں تک نوبت پہنچ جائے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک اپنے آپ کو ذی مرتبہ اور باوقعت سمجھنے لگے تو یہ ناز کہلاتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اپنی دعا کے قبول نہ ہونے سے تعجب اور اپنے موذی دشمن کو سزا و عذاب نہ ملنے پر حیرت ہوتی ہے۔ کہ ہم جیسوں کی دعا قبول نہ ہو اور ہمارے دشمن پامال نہ ہوں۔

تنبیہ:

یاد رکھو! کہ اپنی عبادت پر نازاں ہونا اور اپنے آپ کو مقبول خدا اور کسی قابل سمجھنا بڑی حماقت ہے۔ البتہ اگر اللہ کی نعمت پر خوش ہو اور اس کے چھن جانے کا بھی خوف دل میں رکھو اور اتنا ہی سمجھو کہ یہ نعمت حق تعالیٰ نے فلاں علم کے سبب مجھ کو مرحمت فرمادی اور وہ مالک ومختار ہے۔ جس وقت چاہے لے لے تو خود پسندی نہیں ہے۔ کیونکہ خود پسند شخص نعمت کا منعم حقیقی کی جانب منسوب کرنا بھول جاتا ہے۔ اور جملہ نعمتوں کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے۔

غیر اختیاری خوبی پر ناز ہونے کا علاج:

خود پسندی بڑی جہالت ہے۔ لہذا اس کا علاج کرنا چاہے پس اگر غیر اختیار خوبیوں مثلاً قوت، وزور حسن وجمال پر عجب ہو، تب تو یوں سوچو کہ ان چیزوں کے حاصل ہونے میں میرا دخل ہی کیا ہے۔ کہ ناز کروں حق تعالیٰ کا محض فضل واحسان ہے کہ اس نے بلا استحقاق یہ خوبیاں مجھ کو عطا فرمادیں۔ علاوہ ازیں ظاہر ہے کہ یہ سب خوبیاں معرض زوال میں ہیں۔ کہ ذرا سی بیماری اور ضعف لاحق ہوا تو سب جاتی رہیں گی۔ پس دوسرے کے ناپائیدار عطیہ پر عجب کیسا؟ اور اگر علم وعمل یا زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت یعنی اختیاری افعال پر ناز ہو تو اس میں غور کرو کہ یہ کمالات اور محاسن کیونکر حاصل ہوئے۔؟ اگر حق تعالیٰ ذہن رسا اور طاقت وہمت دماغ بینائی، ہاتھ، پاؤں، قصد واردہ مرحمت نہ فرماتا تو کوئی کمال کیونکر حاصل ہوتا۔ اس کا حکم تھا کہ کوئی مانع پیش نہیں آیا ورنہ میں مجبور تھا کہ خود کچھ بھی نہ کرسکتا تھا۔

یہ ضرور مسلم ہے کہ انسان کو اختیار وارادہ دیا گیا ہے۔ جس سے وہ اچھے یا برے کام کرتا ہے مگر اختیار وارادہ کی عطا بھی تو سی خدا کی یہ اور پھر تمام اسباب کا مہیا کر دینا اور کامیابی دینا غرض ابتداء سے لے کر انتہاء تک سب کچھ خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ پس ایسی حالت میں اور وہ خزانہ کھول کر تمہارے سپرد کر دے اور تم اس میں سے جواہرات اپنی خواہش کے مطابق اپنی گودیں بھر لو اور پھر ناز کرنے لگو کہ میں اتنا روپیہ حاصل کیا تو ظاہر بات یہ کہ احمق سمجھے جاؤ گے۔ کیونکہ اگر چہ جوہرات کے سمیٹنے والے تم تھے مگر خزانہ تو شاہی تھا اور کنجی تو بادشاہ ہی لے ہاتھ میں تھی۔ اسی نے تم پر احسان کیا اسی نے کنجی عطا فرمائی اور اسی کی اجازت سے تم خزانہ کی کوٹھڑی میں داخل ہوئے۔ پھر اتنی بے اختیاری پر تم کو اپنے مفعل پر ناز اور خود پسندی کیونکر درست ہو سکتی ہے۔

عبادات وغیرہ اختیاری خوبیوں پر نازاں ہونے کا علاج:

تعجب تو اس بات پر آتا ہے کہ عاقل وسمجھدار اور پڑھے لکھے ہوشیار لوگ اس موقع پر جاہل بن جاتے ہیں اور اپنی عقل وعلم پر ناز کرنے لگتے ہیں۔ کہ اگر کسی جاہل و بے وقوف کو تونگر پاتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا۔؟ ہم تو عالم وعاقل ہو کر مال سے محروم رہیں اور یہ جاہل ونادان ہو کر مالدار ومتمول بن جائے۔؟ بھال کوئی پوچھے علم وعقل تم کو نصیب ہوا اور جاہل اس سے محروم رہا۔ ایسا کیوں ہوا؟ کیا ایک نعمت کو دوسری نعمت کا سبب سمجھ کر اس پر استحقاق جتاتے ہو؟ اگر علم اور مال دونوں چیزیں تم ہی کو دیدی جاتیں اور جاہل فقیروں سے محروم کر دیا جاتا تو یہ بات درحقیقت زیادہ تعجب کی تھی کہ مخلوق میں ایک کو تو سب کچھ مل گیا اور دوسرے کو کچھ بھی نہ ملا۔ بھلا کوئی بادشاہ تم کو گھوڑا مرحمت فرمادے اور دوسرے شخص کو غلام دیوے تو کیا یوں کہنے کی تم کو ہمت ہے کہ واہ صاحب اس کو غلام کیوں دیا گیا اس کے پاس گھوڑا تو ہے ہی نہیں اور میں چونکہ گھوڑا رکھتا ہوں لہذا غلام بھی مجھے ہی کو ملنا چاہیے تھا۔ ایسا خیال کرنا بڑی بیوقوفی اور جہالت کی بات ہے۔ عقل مندی کی بات یہی ہے کہ عطائے خداوندی پر شکر ادا کرو اور سمجھ لو کہ حق تعالیٰ کا کا بڑا کرم ہے کہ اس نے ابتداء بلا استحقاق مجھ پر کرم فرمایا۔ اور عقل وعلم جیسی نعمت بخشی جس کے مقابلہ

پر مال کی کوئی حقیقت ہی نہیں اور پھر شکر گزاری وعبادت کی توفیق مرحمت فرمائی اور دوسرے کو اس سے محروم رکھا حالانکہ یہ محرومی بھی کسی جرم سابق کی سزا یا قصور کا بدلہ نہیں ہے۔

پس جب ایسا خیال کرو گے تو خوف الٰہی پیدا ہوگا اور سمجھو گے کہ جس نے بلا استحقاق انعام فرمایا وہ اگر بلا قصور اس نعمت کو چھین بھی لے تو کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا اور کیا خبر ہے کہ یہ نعمت مگر اور استدراج ہو اور وبال جان اور عذاب کا سبب بن جائے۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان پر ہر نعمت کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہو گئے اور پھولے نہ سمائے تو یکا یک ان کو پکڑ لیا۔

جب یہ خیالات ذہن نشین ہوں گے تو خشیت اور خوف تم سے کسی وقت بھی دور نہ ہوگا، اور کسی نعمت پر نازاں اور خوش نہ ہوؤ گے پس عجب سے با آسانی نجات مل جائے گی۔

دس حماقتیں

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اصلاح وارشاد کے لیے حضرت کی خدمات اور محنتیں اظہر من الشمس ہیں۔ گھریلو جھگڑوں، خانگی پریشانیوں، خاندانی مسائل کے نجات کے لیے حضرت والا تیر بہدف نسخے ارشاد فرماتے رہتے ہیں۔ ادارہ نے اس ماہ حضرت والا کے ملفوظات میں سے ایک دلچسپ اقتباس یہاں پیش کیا ہے، امید ہے بہت سے گھروں میں پیش آنے والے عمومی مسائل کے حل میں کارآمد ہوگا۔ ادارہ

بزرگوں نے کتابوں میں لکھا ہے کہ دس حماقتیں ہیں بندے کو ان سے بچنا چاہیے۔ یہ دس باتیں بے وقوفی کی نشانیاں ہیں ان بے وقوفیوں سے بچنا چاہیے اگر گھر اچھا اور آباد کرنا ہے۔

(1) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ایک بندہ نیکی تو نہ کرے مگر جنت کی امید رکھے۔ توجہ فرمائیے کیا فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نیکی تو کرے نہیں اور جنت کی امید رکھے یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(2) دوسری بات یہ ہے کہ ایک آدمی خود بے وفا ہو اور دوسروں سے وفا کی امید رکھے۔ فرماتے ہیں یہ بے وقوفی کی نشانی ہے۔

(3) تیسری بات یہ ہے ایک آدمی کی طبعیت میں سستی ہو اور وہ چاہے کہ میری خواہشیں پوری ہو جائیں۔ فرماتے ہیں یہ بے وقوفی کی علامت ہے سست آدمی کی خواہشیں کبھی پوری نہیں ہوتی اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے کام کرنا پڑتا ہے فرماتے تھے کہ بندے کی طبعیت میں سستی ہو اور دل میں امید رکھے کہ میری خواہشات اور میرے objective پورے ہو جائیں گئے یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(4) چوتھی بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی اپنے بڑوں کی نافرمانی کرے اور امید رکھے کہ چھوٹے میری فرمانبرداری کریں گے۔ فرماتے تھے کہ یہ بے وقوفوں کی علامت ہے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے جب ہم نے اپنے بڑوں کی فرمانبرداری نہ کی تو چھوٹے ہماری

فرمانبرداری کیسے کریں گے؟

(5) پھر پانچویں بات فرمایا کرتے تھے کہ بیماری کے اندر بد پرہیزی کرے اور پھر شفا کی امید رکھے یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ شوگر کے مریض ہیں میٹھا کھانے سے بچتے نہیں، پھر کہتے ہیں کہ جی Complications (پیچیدگیاں) بڑھتی جارہی ہیں۔ وہ تو ہوں گی۔ اس لیے بد پرہیزیاں نہیں کرنی چاہییں۔ تو آدمی بیماری میں بد پرہیزی کرے اور شفا کی امید رکھے فرماتے تھے کہ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(6) چھٹی بات فرماتے تھے کہ جو آدمی اپنی آمدن سے زیادہ خرچ کرے اور خوشحالی کی امید رکھے یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔ اور کئی مرتبہ عورتیں ایسی غلطی کر گزرتی ہیں جتنی چادر ہو اتنے پاؤں پھیلانے چاہییں۔ اگر خاوند کی ایک حد تک آمدنی ہے تو پھر اپنے خرچے کو بھی اتنا رکھیں اگر خرچہ زیادہ کرلیں گی تو پھر جھگڑے ہوں گے۔

(7) ساتویں بات فرماتے ہیں کہ مشکل وقت میں بندہ لوگوں کی مدد نہ کرے اور امید رکھے میرے مشکل وقت میں لوگ میری مدد کریں گے یہ بھی بے وقوفوں کی علامت ہے۔

(8) آٹھویں بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی دوسرے کو راز بتا کر یہ کہہ دینا کہ آگے نہ بتانا۔ آگے ناں بتانے کی امید رکھنا یہ بے وقوفوں کی علامت ہے اور عام طور پر یہ بات زیادہ دیکھی گئی کہ عورتیں ایسی باتیں جو دوسروں کو نہیں بتانا چاہتیں وہ کسی کو بتاتی ہیں اور پھر اس کو کہتی ہیں کہ اچھا میں نے تو تمہیں بتا دیا آگے کسی کو نہ بتانا۔ وہ کہتی ہے بہت اچھا، پھر وہ آگے کسی کو بتاتی ہے اور کہتی ہے میں نے تو تمہیں بتا دیا آگے کسی کو نہ بتانا۔ آگے نہ بتانے کی امید پر یہ راز اوپن سیکرٹ (کھلا ہوا راز) بن جاتا ہے Top of the town بنا ہوا ہوتا ہے اور عورتیں اس عادت میں اکثر ملوث دیکھی گئیں۔ دل میں بات رکھ نہیں سکتیں، ذرا سی بات پھر اپنا سب کچھ بتا دیں گی۔ جو پیٹ میں لیے پھریں گی وہ بھی بتا دیں گی۔ لہذا اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ راز راز ہوتا ہے ''المجالس بالامانة'' مجالس کے اندر جو باتیں ہوتی ہیں وہ امانت ہوتی ہیں اگر دوسرے بندے نے اس کو پسند نہیں کیا تو یہ باتیں دوسروں کے سامنے نہیں کرنی چاہییں، مگر وہ باتیں جو شریعت کی حدود کے اندر ہوں باہر کی بات کبھی سوچے بھی نہیں۔ لہذا ایک بندہ دوسرے کو راز بتا دے اور امید رکھے کہ یہ آگے راز نہیں بتائے گا یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(9) نویں بات فرمایا کرتے تھے کہ دو چار دفعہ گناہ کر کے پھر اسے چھوڑنے کی امید رکھنا بے وقوفوں کی علامت ہے۔ اور نوجوان ایسا ہی کرتے ہیں دل کہتا ہے اچھا یہ گناہ ایک دفعہ کر لیتا ہوں پھر چھوڑ دوں گا، تو جب یہ امید بن گئی کہ ایک دو دفعہ گناہ کر کے چھوڑ دیں گے یہ بہت وقوفی کی علامت ہے۔ گناہ جب کر لیا جائے تو عادت پڑ جاتی ہے پھر انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا اس لیے دو چار دفعہ بھی نہیں کرنا چاہیے تو یہ نو باتیں بے وقوفی کی علامت ہیں۔

(10) آپ سوچ سکتے ہیں کہ دسویں بات جس کو ہمارے بزرگوں نے بے وقوفی کی علامت بتایا وہ کیا ہو سکتی ہے؟ ذرا اپنے ذہن میں سوچیں تو سہی..... مگر بتا دیتا ہوں۔ ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ جو خاوند بیوی سے روزانہ جھگڑا کرے اور پھر سکون سے رہنے کی امید رکھے، فرماتے تھے یہ بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے۔

روز کے لڑائی جھگڑے سے بچیں:

صرف دسویں بات کے لیے نو باتیں آپ کو بتانا پڑیں، اللہ کرے کہ دسویں بات خانے میں بیٹھ جائے۔ لہذا جو خاوند روز گھر کے اندر بیوی سے لڑتا ہے ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے پھر وہی امید رکھے کہ میرے گھر کے اندر خوشیوں بھری زندگی ہوگی یہ بے وقوفی کی علامت ہے، کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھیں کہ بیوی کوئی بکری نہیں ہوتی کہ جو جنگل سے آئی اور ہم نے پکڑ کے اس کے گلے میں رسی ڈال دی وہ کسی کی بیٹی ہوتی ہے اس کی ماں نے اسے آزاد جنا تھا ہم نے خود جا کے اس کو مانگا، اس کو عزتوں سے گھر لا کے بیٹھایا، اس کی ایک عزت نفس ہے اس کے حقوق ہیں لہذا اس کے حقوق کو پورا کرنا چاہیے۔ جب کلمہ پڑھا تو پوری شریعت پر عمل کرنا انسان کو لازم ہو گیا اس طرح نکاح میں جب "قبلت" (میں نے قبول کیا) کا لفظ بولا تو بیوی کی سب ذمہ داریاں مرد کے سر پر آ پڑیں ان کو نبھانا چاہیے اور مرد بن کر نبھانا چاہیے۔

بنیادی مقصد یہ ہے کہ خاوند گھروں کے اندر محبت اور پیار بھری زندگی گزاریں تا کہ گھروں کے اندر الفتیں اور محبتیں ہوں، بچوں کی تربیت اچھی ہو، میاں بیوی خوشیوں بھری زندگی گزاریں۔ یہ گھر جنت کے گھر کا نمونہ سا بن جائے گا، چھوٹا سا گلشن بن جائے گا، پھول ہی پھول ہوں۔ جب میاں بیوی پرسکوں ہونگے تبھی تو اولاد کی تربیت کر سکیں گے اگر آپس کے جھگڑوں سے فرصت نہیں تو اولاد کی تربیت کون کرے گا؟

لذت ذکر نام خدا ہے چمن

لذت ذکر نام خدا ہے چمن
اور غفلت کی دنیا ہے دشت ودمن

کی ہے جس نے بھی ہجرت ترے نام پر
پاگیا پاگیا وہ بہار وطن

ہے ضروری گناہوں کو بھی چھوڑ دے
اصل ہجرت نہیں صرف ترک وطن

یہ ہے فیضان آہ وفغاں دیکھ لو
دامن کوہ میں دل ہے کیسا مگن

بالیقین پائے گا نسبت اولیاء
جس کے دل کو لگی ہے خدا سے لگن

شہر محبوب ہوگا جہاں بھی کہیں
عاشقوں کا سنا ہے وہی ہے وطن

پھر مدینے کی لذت کو میں کیا کہوں
کاش ہوتا مدینے میں میرا وطن

کس طرح میں کہوں دل سے اے دوستوں
زندہ باد اے وطن زندہ باد اے وطن

نیک لوگوں میں ہو صاحب درد دل
ہے چمن میں کوئی جیسے رشک چمن

روز وشب ہے یہ اختر کی آہ وفغاں
بخش دے روز محشر مجھے ذوالمنن

ماخوذ از: معارف ربانی
شیخ العرب والعجم مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم

(قسط15)

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم، لیہ

حسن یعقوب دل ہی دل میں اپنے مستقبل کے تانے بانے بنتا ہوا آخشی کے قلعہ کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا جہاں شہزادہ جہانگیر مرزا اس کی آمد کا منتظر تھا۔ حسن یعقوب یہ کوشش کر رہا تھا کہ وہ جلد از جلد آخشی کے قلعہ تک پہنچ جائے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ آخشی کے قلعے تک پہنچنے سے پہلے شہزادے جہانگیر مرزا کی بجائے موت اس کا استقبال کرے گی۔

قاسم بیگ کو یہ اطلاع مل چکی تھی حسن یعقوب اپنے لاؤ لشکر سمیت سمرقند کی بجائے آخشی کی طرف رواں دواں ہے چنانچہ وہ اسے آخشی تک پہنچنے سے قبل ہی دبوچنا چاہتا تھا۔ اندجان سے تازہ فوجی کمک بھی مل گئی تھی اس لیے وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر حسن یعقوب کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ آہستہ آہستہ قاسم بیگ اور حسن یعقوب کے درمیان فاصلہ کم سے کم تر ہوتا چلا گیا۔ شام ڈھلے دونوں دشمنوں نے آرام کرنے کی غرض سے آمنے سامنے پڑاؤ ڈال دیئے۔ چالاک حسن یعقوب نے رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر قاسم بیگ پر شب خون مارے کا پروگرام بنا لیا۔ قاسم بیگ اور حسن یعقوب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اس لیے وہ ایک دوسرے کی چالاکیوں کو خوب سمجھتے تھے۔ قاسم بیگ جانتا تھا کہ حسن یعقوب نچلا بیٹھنے والا نہیں بلکہ وہ ہر طور شب خون مارنے کی حماقت کرے گا اس لئے اس نے پیش بندی کے طور پر پہرے دور کو چوکنا رہنے کی تلقین کر دی۔

قاسم بیگ کی سوچ کے عین مطابق رات کے پچھلے پہر جب کی رات کی تاریکی اور بھی گہری ہو گئی تھی، حسن یعقوب نے شب خون مار ہی دیا۔ مگر قاسم بیگ بھی بے خبر نہیں تھا، گھمسان کا رن پڑا۔ اندھیرے کی وجہ سے دوست دشمن کی تمیز ختم ہو گئی۔ ہر سو تلواروں کی جھنجناہٹ اور تیروں اور نیزوں کی سنسناہٹ سنائی دینے لگی۔ اگرچہ قاسم بیگ اور حسن یعقوب ایک دوسرے کے قریب پہنچ چکے تھے مگر تاریکی کے باعث ایک دوسرے کو پہچان نہیں پا رہے تھے۔ حسن یعقوب کے ایک ساتھی نے قاسم بیگ کو دیکھ لیا اور نشانہ باندھ کر تیر چھوڑ دیا لیکن نشانہ خطا ہوا اور تیر قاسم

بیگ کا سینہ چیرنے کے بجائے حسن یعقوب کی پیٹھ میں پیوست ہو گیا۔ حسن یعقوب کے ساتھی نے دیکھا کہ اس کا شکار گھوڑے سے گر چکا ہے وہ آگے بڑھا اوندھے منہ گرے ہوئے حسن یعقوب کا سر تلوار کے ایک ہی وار سے اس کے تن سے جدا کر دیا۔ شکاری کے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ اس نے حسن یعقوب کے دشمن قاسم بیگ کا خاتمہ کر دیا تھا۔

مگر..... بالوں سے مقتول کا سر پکڑ کر جب سیدھا کیا تو وہ یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا کہ اس نے تو اپنے والی نعمت کو قتل کر دیا تھا جب کہ قاسم بیگ ابھی تک زندہ سلامت موجود تھا۔ یہ حسن یعقوب کی بدقسمتی تھی کہ اس کو اس کے وفادار ساتھی ہی نے مار ڈالا تھا۔ بدقسمت آقا کا قاتل اس کی لاش کے سامنے دوزانوں ہو کر محو گریا ہو گیا مگر یہ آنسو اس کے مقتول آقا کو زندہ نہ کر سکے۔

ابھی پو پھٹنے بھی نہ پائی تھی کہ حسن یعقوب کے مقدر کا ستارہ غروب ہو گیا۔ قاسم بیگ نے جنگ جیت لی تھی۔ دشمن کے کچھ آدمی تو جنگ میں کھپ گئے اور جو باقی بچے وہ قیدی بنا لیے گئے۔ اس طرح ایک غدار وطن اپنے انجام کو پہنچ گیا یا یوں کہیں قسمت کے دھنی بابر کی آستین کا ایک زہریلا سانپ اپنی زندگی کی بازی ہار چکا تھا۔

بابر، حسن یعقوب کے اندجان سے فرار، قاسم بیگ کے تعاقب اور پھر حسن یعقوب کی موت سے متعلق ابھی تک لاعلم تھا کیونکہ یہ سارا کھیل تو بابر کی نانی اماں دولت بیگم کا رچایا ہوا تھا۔ حسن یعقوب کے راہی ملک عدم ہونے کی خبر پا کر دولت بیگم بہت مسرور تھی کیونکہ ایک عمر سے پھانس کی طرح اس کے دل میں کھٹکنے والا فتنہ پرور حسن یعقوب اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکا تھا۔ اس کی دلی مراد بر آئی تھی بالفاظ دیگر اس نے بابر کے راستے کا وہ کانٹا جو انجانے میں اسے زخمی کئے جا رہا تھا نکال باہر کیا تھا۔ اب وقت آ گیا تھا کہ وہ بابر کو تمام حالات سے آگاہ کر دیتی۔ وہ بابر کے پاس جا پہنچی اور شفقت بھرے انداز میں اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی میرے ننھے سلطان.....

(جاری ہے)

﴿ہدایات برائے مضمون نگار﴾

مضمون >>> صاف ستھرا، خوش خط اور ایک لائن چھوڑ کر لکھیں۔

مضمون >>> معاشرتی برائیاں وجود میں آنے کے اسباب اور تدارک کو مدنظر رکھ کر لکھیں۔

مضمون >>> مثبت پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر لکھیں۔

مضمون >>> بروقت روانہ فرمائیں۔

گھریلو ٹوٹکے

عنبرین شوکت، لاہور

☆ جس پانی میں آلو ابالے جائیں، اس سے گھر کے کالے برتن دھوئیں۔

☆ اگر سلاد زیادہ فریش رکھنا ہو تو جس برتن میں سلاد بنانا ہے، اسے دس منٹ فریج میں رکھ دیں۔

☆ پیاز اور لہسن کو جلدی چھیلنے کے لیے نمک ملے پانی میں رکھ دیں، بعد میں ٹھنڈے پانی میں دھولیں۔

☆ آٹے کو نیم گرم پانی گوندھ کر آخر میں تھوڑا سا تیل ڈال کر گوندھیں دس منٹ بعد روٹی پکائیں نہایت نرم اور پھولی ہوئی بنے گی۔

☆ اگر انڈوں پر چربی مل کر پسے ہوئے نمک میں دبا دیا جائے تو ایک ماہ تک خراب نہیں ہوں گے۔

☆ دودھ میں باسی روٹی کا ٹکڑا ڈال کر رکھ دیں دہی جم جائیگا۔

☆ شیشوں کے برتنوں میں چمک کے لیے انہیں کسی بھی واشنگ پاؤڈر سے دھو کر جب کھنگالیں تو اس پانی میں دو چمچ سرکہ ملالیں اس طرح برتنوں میں چمک آجائیگی۔

☆ چائے کی پیالیوں کے دھبے دور کرنے لیے ان کو صاف کپڑے پر نمک اور سوڈا لگا کر ان پر ملیں۔ کپڑے کو نم آلود کریں اور پھر صاف پانی اور واشنگ پاؤڈر سے دھولیں داغ دور ہو جائیں گے۔

☆ اگر گرم گھی کے چھینٹے ہاتھ پر پڑ جائیں تو اسی وقت کچا آلو کچل کر ہاتھ پر باندھ دیں۔

☆ دیگچی میں تھوڑا سا مکھن لگا کر گرم کرنے سے دودھ ابل کر دیگچی سے باہر نہیں گرتا۔

☆ سر درد سے نجات کے لیے دو چمچ لیموں کا جوس اور آدھا چمچ پانی ملا کر ماتھے، گردن کے اگلے پچھلے حصے اور دونوں کانوں کے نیچے لگائیں ان شاء اللہ پانچ منٹ میں سر درد جاتا رہیگا۔

☆ نمک دانی کے اندر چاول کے دانے اور ایک چٹکی کارن فلور ڈال دیں نمک گیلا نہیں ہوگا۔

☆ لہسن جلدی چھیلنے کے لیے اسے گرم پانی میں ڈال دیں ایک منٹ بعد نکال کر چھیل لیں بآسانی چھلکا اتر جائے گا۔

☆ کوئی بھی چیز تلتے ہوئے اگر تیل کو بھورے رنگ سے بچانا ہو تو اس میں ثابت ہلدی کا ایک انچ ٹکڑا ڈال دیں۔

☆ استری کا زنگ صاف کرنے کے لیے اخبار پر نمک ڈال کر استری کریں استری چمک جائیگی۔

گوشہ ظرافت

مالکہ: (خادمہ سے) تم بیکار بیٹھی بیٹھی تھک نہیں جاتیں؟
خادمہ: مجھے آپ کی خاطر تھکنے کی پروا نہیں۔

(فائزہ یوسف، لاہور)

☆☆☆

استاد: منّے! تم کل اسکول کیوں نہیں آئے؟
شاگرد: آپ ہی نے تو کہا تھا کہ بغیر سبق یاد کیے، اسکول نہ آنا۔

(یاسمین بانو، راولپنڈی)

☆☆☆

ایک شاعر کو ہر بات میں یہ کہنے کی عادت تھی، نمونہ پیش کیا ہے۔ ایک روز وہ بازار میں جا رہے تھے، کسی صاحب سے ٹکرا گئے۔ وہ صاحب جل کر بولے:
''یہ کیا بدتمیزی ہے؟''
انہوں نے فوراً کہا:
''نمونہ پیش کیا ہے۔''

(فریدہ خان)

☆☆☆

ایک شخص: (کتا فروش سے) اس کتے میں وفاداری کا مادہ بھی ہے یا نہیں؟
کتا فروش: بالکل جناب! تین بار فروخت کر چکا ہوں، یہ بھاگ کر پھر میرے پاس آجاتا ہے۔

(شفیق الرحمٰن تونسوی)

☆☆☆

استاد: وہ کون سا طریقہ ہے جس سے سوال جلد حل ہو جاتا ہے؟
شاگرد: نقل سے۔

(عتیق الرحمٰن آفاقی، آزاد کشمیر)

☆☆☆

ایک فرم کے مالک نے دوسری فرم کے مالک سے پوچھا:
''سناؤ بھئی کاروبار کیسا چل رہا ہے؟''
''ففٹی ففٹی'' اس نے جواب دیا۔

''کیا مطلب؟'' دوسرا بولا۔
''صبح ایک آرڈر ملتا ہے، شام کو ایک آرڈر کینسل ہو جاتا ہے۔''

(مہک فاطمہ، جھنگ)

☆☆☆

استاد: گورنمنٹ کسے کہتے ہیں؟
شاگرد: جو منٹ منٹ پر غور کرے۔

(سمیہ انور، ملتان)

☆☆☆

پھل والا: جناب یہ آم کھا کر دیکھیے لڈو ہے لڈو۔
گاہک: لیکن میں گھر سے آم خریدنے نکلا ہوں۔

(جویریہ مشتاق، حافظ آباد)

☆☆☆

بیٹا: ابا جان! کیا آپ اندھیرے میں لکھ سکتے ہیں؟
باپ: ہاں! کیوں نہیں۔
بیٹا: تو پھر بلب بجھا کر میری رپورٹ پر دستخط کر کے دکھائیں۔

(خالدہ پروین، لیہ)

☆☆☆

استاد: تمہیں سب سے زیادہ خوشی کس دن ہوتی ہے؟
شاگرد: جس دن آپ بیمار ہوتے ہیں۔

(ام حبیبہ، لاہور)

☆☆☆

ڈاکٹر مریض سے: اب تو آپ خطرے سے باہر ہیں پھر بھی آپ اتنے ڈرتے کیوں ہیں
مریض: جس ٹرک سے میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس پہ لکھا ہوا تھا زندگی رہی تو پھر ملیں گے

(قاری عظمت اللہ خان، لاہور)

☆☆☆

ایک دوست دوسرے دوست سے سے: تم نے تو آج ڈاکٹر کے پاس جانا تھا کیوں نہیں گئے۔
دوسرا دوست: یار ہم کل جائے گا آج ہمارا طبیعت خراب ہے (اہلیہ قاری عظمت اللہ خان، لاہور)

قورمہ مٹن بریانی

اہلیہ مولانا محمد اکمل راجن پوری

بکرے کا گوشت.....ایک کلو
چاول باسمتی.....ایک کلو
دہی.....ایک پیالی
پیاز.....دو عدد
ادرک لہسن.....پسا، ایک کھانے چمچہ
پسا ہوا دھنیا.....دو کھانے کے چمچے
لال مرچ.....ایک کھانے کا چمچہ
ثابت ہری مرچ.....چار عدد
چھوٹی الائچی.....چھ عدد
بڑی الائچی.....دو عدد
کالا زیرہ.....آدھا چائے کا چمچہ
نمک.....حسب ذائقہ
زردہ.....آدھا چائے کا چمچ
سرکہ.....ایک کھانے کا چمچہ
گھی.....دو پیالی

ترکیب: سب سے پہلے ایک برتن میں گوشت، دہی، اور سب مصالحے اچھی طرح ملالیں، اس کے بعد ایک دیگچی میں گھی ڈال کر براؤن کرلیں، پیاز براؤن ہوجائیں تو گوشت ڈال دیں، ہلکی آنچ میں پکنے دیں، جب گوشت گل جائے تو بھون کر اُتار لیں، تھوڑا گاڑھا شوربا ہونا چاہیے، ایک بڑی دیگچی میں دس پیالی پانی ڈال کر ابالنے کے لیے رکھ دیں، ساتھ میں تین چھوٹی الائچی ثابت ہری مرچیں، اور ایک کھانے کا چمچہ سرکہ بھی ڈال دیں، جب پانی میں جوش آجائے تو چاول اور نمک ڈال دیں، چمچے سے چلاتے رہیں، جب دوکنی ہوجائیں تو چھان لیں، پھر اس دیگچی میں نیچے تھوڑے چاولوں کی تہہ، پھر گوشت کی، اسی طرح دو تین تہہ لگالیں، آخری تہہ چاولوں کی ہونی چاہیے، پھر دودھ میں بھگویا ہوا زردہ کا رنگ ڈال دیں۔ ڈھکن پر اخبار یا کپڑا لپیٹ کر ڈھانک دیں، ہلکی آنچ پر تقریباً بیس منٹ تک دم کے لیے رکھ دیں۔

غزالاں تم تو واقف ہو

بات تو صرف چاہت کی ہوتی ہے انس
ورنہ دوست ودشمن ایک لفظ سے ہوتے ہیں شروع
ماجدہ خان، مانسہرہ

اداسی میرے چہرے کا لباس ہے
صرف ہنسی میرے بس کی بات نہیں
مسرت جبین، ساہیوال

کسی کو چھین لینا میری فطرت نہیں
کوئی خود مل جائے تو اور بات ہے
نعیم اللہ، لیہ

ٹوٹ جاتا ہے غریبی میں جو رشتہ خاص ہوتا ہے
ہزاروں دوست بنتے ہیں جب کچھ پاس ہوتا ہے
کائنات، مرید کے

شرافت سوز تصویروں کی عریانی نہیں جاتی
خدا معلوم نسل نو کا کیا انجام ہونا ہے ؟
عذاب آئے تو اس میں سینکڑوں کی جان جاتی ہے
کہیں بستی کی بستی، بوند پانی کو ترستی ہے
جہاں کے ذرے ذرے سے نمایاں ہے حال اس کا
زمانہ اس قدر قائل ہوا ہے جھوٹے لوگوں کا
روبینہ

ہم اپنے اوپر غرور نہیں کرتے
کسی کو اپنا بنانے پر مجبور نہیں کرتے
مگر جو بس جائے دل میں ہمارے
مرتے دم تک دل سے دور نہیں کرتے
مصباح قمر دیپالپور

ہماری جنگ تو خود سے تھی ڈھال کیا رکھتے
فقیر لوگ تھے مال و منال کیا رکھتے
عابد جمشید، گوجرانوالہ

چاند اکیلا ستاروں میں جگمگاتا ہے
انسان اکیلا بھی منزل پہ پہنچ جاتا ہے
ماہ نور، میرپور

دکھوں سے کبھی نہ گھبرانہ اے لوگو
پھول بھی تو کانٹوں کے بیچ مسکراتا ہے
رانا رضوان، شیخوپورہ

کانٹوں پہ گزار دیتے ہیں اپنی ساری عمر اسد
کون کہتا ہے ان پھولوں کو کوئی غم نہیں ہوتا
کرامت خان، پشاور

ادب کی آڑ میں تبلیغ رومانی نہیں جاتی
وطن سے فاحش نگاہوں کی فراوانی نہیں جاتی
نہیں جاتی تو شیطانوں کی شیطانی نہیں جاتی
کہیں بارش برستی ہے تو طغیانی نہیں جاتی
مگر ہم سے خدا کی ذات پہچانی نہیں جاتی
جو سچ کہتے ہیں ان کی ایک بھی مانی نہیں جاتی
سدرہ نور، جہلم

تمام عمر ہنس ہنس کے غم سہتا رہا
وشیوں کو اکثر ترستا رہتا تھا
اعلان موت ہوا تو لوگوں نے یہ کہا
اچھا ہوا کہ مر گیا بہت اداس رہتا تھا
رضیہ خورشید بھلوال

فنا نہ کر اپنی زندگی کو راہ جنون میں اے انساں
تب کرے گا عبادت جب گناہ کی طاقت نہ ہوگی
رانا ارسلان، فاروق آباد

فرصت ملے تو یاد کر لینا اس ذرہ خاک کو
جس میں سینے کی جگہ دوست بستے ہیں
بلال حیدر

کس طرح ختم کر سکتے ہیں ان سے رشتے اپنا
جس کو محسوس کرنے سے ہم دنیا کو بھول جاتے ہیں
عاصمہ جہانگیر، کمالیہ

یہ تو خوشبو ہے اسے جی بھر کے پھیلنا ہے
جس کو اچھی نہیں لگتی وہ ٹھکانا کر لے
صائمہ انجم، فیصل آباد

یوں تو اک پتھر کی قسمت بھی سنور سکتی ہے
شرط اتنی ہے کہ سلیقہ سے تراشا جائے
ام فروہ، حافظہ آباد

جزبات کی آندھیاں سینے میں ہیں بند
اگر میرا حوصلہ جو ٹوٹا تو قیامت ہوگی
دلشاد خان، پشاور

ہوں گے فریب تیری نظر میں کہ بدل گئے ہیں ہم
کبھی نگاہ دل سے دیکھ اب بھی وہی ہیں ہم
دلشاد بیگم، حیدر آباد

ٹوٹ جاتا ہے غریبی میں وہ رشتہ جو سب سے خاص ہو
ہزاروں یار بنتے ہیں جب پیسہ پاس ہوتا ہے
یہ تب ہی ہوتا ہے جب اصل چہرہ بے نقاب ہوتا ہے
ورنہ اس سے پہلے تو عالم خواب ہوتا ہے
مدثر اقبال، لاہور

کانٹوں پر گزار دیتے ہیں اپنی ساری عمر طاہر
کون کہتا ہے کہ ان پھولوں کو کوئی غم نہیں ہوتا طاہر
طاہرہ پروین، کوئٹہ

کن لفظوں میں بیان کروں اپنے درد کو
سننے والے تو بہت ہیں سمجھنے والا کوئی نہیں
فروس خاں

ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہو گے
جس جگہ آپ نے نعلین اتارے ہونگے
عمر حیدر جھنگ

دل پاک نہیں تو پاک ہوسکتا نہیں انساں
ورنہ ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کے فرائض بہت
رومیشہ بشیر، قصور

مٹی میں ملا دیتی ہے ہنستے ہوئے چہرے
موت کو رشتوں کی پہچان کہا ہے
مہوش نواز، لاہور

تیرے لہجے کی تھکن یہ بتا دیتی ہے
مزل عشق مسافر کو تھکا دیتی ہے
ام کلثوم، گجرات

ہم تو وہ خوشبو ہیں جو سانسوں میں بستی ہیں
خود کی سانسوں کو روک پاؤ گے بھلا کیسے
فیصل عمران، لاہور

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشق مجازی کے کیا مزے لوٹے
زبیدہ عمر، کراچی

اداسی میرے چہرے کا لباس ہے
صرف ہنسنا میرے بس کی بات نہیں
کسی کو چھین لینا میری فطرت نہیں
وہ خود مل جائے تو الگ بات ہے
ام عمار، گجرات

دیکھا عید کا چاند تو مانگی یہ دعا رب سے
دے دے اپنی رضا عید کا تحفہ سمجھ کر
محمد اعجاز، قصور

وفیات

☆.....حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی حفظہ اللہ کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں۔

☆.....مولانا منظور احمد نعمانی کے بیٹے مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی انتقال فرما گئے۔

☆.....مولانا سید عبدالمالک شاہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ انتقال فرما گئے۔

☆.....مولانا اسماعیل فیض جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور انتقال فرما گئے۔

☆.....حافظ سراج الدین آف لیہ کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئی۔

☆.....قاضی شفیق الرحمٰن کی اہلیہ انتقال فرما گئیں۔

☆.....مولانا عبدالرحمٰن عثمانی تلہ گنگ انتقال فرما گئے۔

☆.....رانا محمد سلیم کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئی ہیں۔

☆.....احناف میڈیا سروس کے اسسٹنٹ پروجیکشن منیجر مولانا محمد بلال جھنگوی کے سسر خلیل احمد صابر انتقال فرما گئے۔

☆.....مولانا محمد اسحاق متخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا سکنہ چوک اعظم ضلع لیہ کی بیٹی انتقال فرما گئی۔

☆.....احناف میڈیا سروس کے گرافکس ڈیزائنر رانا رضوان کے دادا جان رانا ظہور احمد انتقال فرما گئے۔

☆.....ڈاکٹر محمد آصف پینسرہ ضلع فیصل آباد کی والدہ وفات فرما گئی ہیں۔

مدیر اعلیٰ متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اور ادارہ احناف میڈیا سروس، احناف ٹرسٹ، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ کی پوری ٹیم ان حضرات کے لیے اور جو بم دھماکوں میں ہلاک ہوئے یا سیلاب میں اور ڈینگی کی وجہ سے اس جہان فانی سے ان کو کوچ کرنا پڑا ان تمام حضرات کے لیے دعا گو ہے کہ اللہ تعالی ان پر کروٹ کروٹ اپنی رحمت نازل فرمائے اور پسماندان گان کو صبر جمیل عطا فرمائے

نوٹ: قارئین کرام اپنے فوت شدگان کی اطلاع بتا دیا کریں تا کہ ایصال ثواب کی اپیل میں ان کا نام شامل ہو سکے۔ رابطہ کے لیے 0332-4576084

مکتبۂ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

کی معرکۃ الاراء کتب

- حدیث اور سنت میں فرق ــــ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
- میں حنفی کیسے بنا؟ ــــ مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
- نماز اہل السنّت ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- فرقہ اہلحدیث کا تحقیقی جائزہ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- فرقہ بریلویت کا تحقیقی جائزہ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- صراط مستقیم کورس (برائے مرد حضرات) ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- صراط مستقیم کورس (برائے خواتین) ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- القواعد فی العقائد ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- فضائل اعمال اور اعتراضات کا جواب ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- مسئلہ بیس تراویح ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- اصول مناظرہ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

- داڑھی کا وجوب اور مسنون مقدار ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- فرقہ واریت ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- آئینہ غیر مقلدیت ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- بارہ مسائل ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- حنفی تحقیقی جائزہ ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- حقیقی نظریات صحابہ رضی اللہ عنہم ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- اسلام کے نام پر ہوئی پرستی ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- مجموعہ سوالات و جوابات ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- گوہر شاہیت اور قادیانیت ــــ مولانا محمد نواز فیصل آبادی حفظہ اللہ
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت شان ــــ مولانا عبدالستار مروت حفظہ اللہ
- چھپے راز مکمل (5) حصے ــــ مفتی محمد عمر حفظہ اللہ
- کھلے راز ــــ عامر انوری حفظہ اللہ

- رفع یدین نہ کرنے کے دلائل 30/-
- ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دلائل 30/-
- آمین آہستہ کہنے کے دلائل 30/-
- امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کے دلائل 30/-
- مسئلہ تقلید کے دلائل 30/-
- عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل 30/-
- مسئلہ تین طلاق کے دلائل: 30/-
- بیس رکعات تراویح کے دلائل: 30/-
- جرابوں پر مسح نہ کرنے کے دلائل: 30/-
- عقائد و نظریات (اہل السنۃ والجماعۃ) 30/-
- مکے اور مدینے والوں سے غیر مقلدین کے شدید اختلافات 30/-
- سر ڈھانپ نماز کر پڑھنے کے دلائل 30/-
- مرد اور عورت کی نماز میں فرق کے دلائل 30/-
- مسنون نماز عید کے دلائل 30/-
- مسنون نماز جنازہ کے دلائل 30/-
- قربانی اور ایام قربانی کے دلائل 30/-

مسائل ودلائل پر مبنی خوبصورت رنگین پوسٹرز

Contact Us:
0321-6353540

ماہنامہ بنات اہلسنت

ملنے کے پتے

محمد اعجاز دفتر احناف میڈیا سروس 0322-4959155

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ 0302-3501755

مولانا محمد شمیم ناگرہ، ماموں کانجن 0332-3637628

مولانا محمد افضل، کروڑ لعل عیسن لیہ 0302-8767686

مولانا محمد اقبال، جامعہ قادریہ بھکر 0346-6451553

مولانا محمد امین کمالوی، جامعہ حقانیہ لاہور 0306-8562708

محمد ہارون حنفی، نفیس لائبریری اچھرہ لاہور 0321-4743173

مولانا محمد اکرم نذیر، نزد مرکزی عیدگاہ چنیوٹ 0323-7803106

محمد رمضان، دارالایمان زبیدہ پلازہ اردو بازار لاہو 0321-4602218

مولانا ساجد منگلوری، ڈاکخانہ منگلور تحصیل وضلع مانسہرہ ہزارہ 0333-5076151

مولانا محمد ابراہیم، جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور سندھ 0301-2461685

مولانا محمد آصف، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات تلہ گنگ ضلع چکوال 0300-7374582

مولانا نیاز فاروقی، جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام جڑانوالہ فیصل آباد 0331-9144212

مولانا محمد نواز، مدرسہ تعلیم الاسلام 223 سنت پورہ فیصل آباد 0332-6566136

مولانا محمد عمر فاروق، خطیب جامع مسجد چوکی بھاگٹ سرگودھا

مولانا عبدالغفار، خطیب جامع مسجد بلال میرک پور ناروال

مولانا عبدالمالک جامع مسجد مدنی، اڈا میانی ضلع سرگودھا

مولانا محمد ادریس، جامع انوار الاسلام لوبن پلی، نارووال

مولانا عبداللطیف عابد، جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

مولانا سیف الرحمٰن، جامعہ حنفیہ بورے والا

قاری مختار احمد، 41 جنوبی سرگودھا